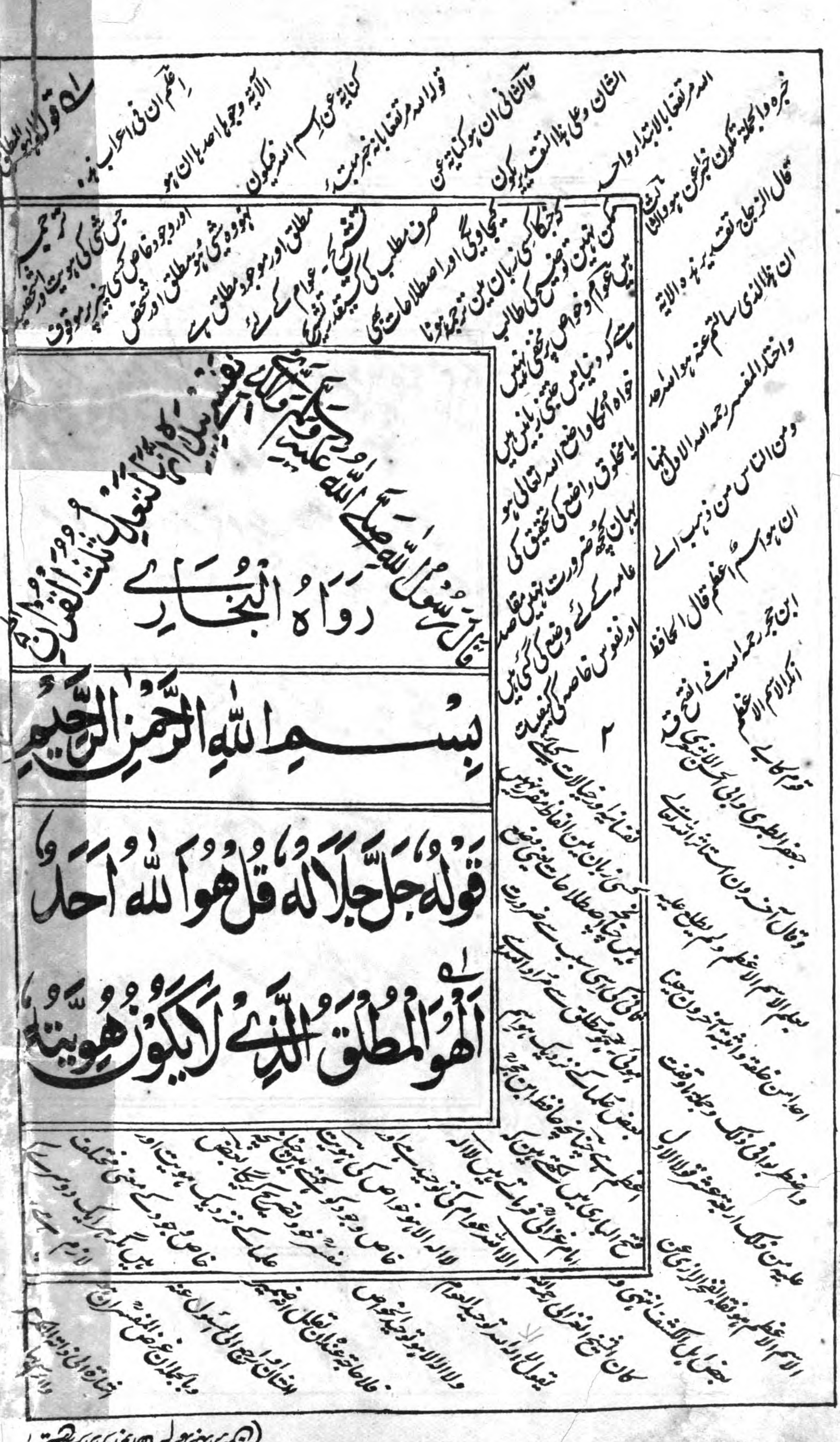




تفسير سورة الاخلاص

للشيخ الرئيس ابي علي الحسين بن عبد الله الشهير
بابن سينا رح مع الترجمة والحواشي الفائقة
الشائقة السنية البهية للعالم النبيل
والفاضل الجليل مولانا ابي القاسم
محمد عبد الرحمن سلمه المنان المدرس بالمدرسة الدهلوية
الموسومة بقاسم العلوم اقامها لاقامة دينه القيوم



قوله اي هو المطلق: اعلم ان في اعراب هذه الآية وجوها اصحها ان هو كناية عن اسم الله فيكون قوله الله مرتفعا بانه خبر مبتدأ والثاني ان هو كناية عن الشان وعلى هذا التقدير يكون الله مرتفعا بالابتداء واحد خبره والجملة تكون خبرا عن هو والشان قال الزجاج تقديره ان هذا الذي سألتم عنه هو الله احد واختار المفسر رحمه الله الاول منهما ومن الناس من ذهب الى ان هو اسم اعظم قال الحافظ ابن حجر رحمه الله في الفتح قد ذكر الاسم الاعظم قوم كابي جعفر الطبري وابي الحسن الاشعري وقال آخرون استاثر الله تعالى بعلم الاسم الاعظم ولم يطلع عليه احدا من خلقه واثبته آخرون معينا واضطربوا في ذلك وجملة ما وقفت عليه من ذلك اربعة عشر قولا الاول الاسم الاعظم هو نقله الفخر الرازي عن بعض اهل الكشف انتهى وكان الشيخ الغزالي رحمه الله يقول لا اله الا الله توحيد العوام ولا اله الا هو توحيد الخواص فلا حاجة عنده ان تقال ضمير ... واشتمال الى ... اشارة الى ذاته ... وبالجملة ان غرض المفسر ...

ترجمہ: جس شی کی ہویت اور تشخص اور وجود خاص کسی چیز پر موقوف ہو وہ شی ہو مطلق اور مطلق اور موجود مطلق ہے

تشریح: عوام کے لئے صرف مطلب کی تشریح کی ... کچھ اوگی اور اصطلاحات بھی ... کچھ کسی زبان میں ترجمہ ہونا ممکن نہیں توضیح کی طالب ہیں عوام و خواص پر مخفی نہیں ہے کہ دنیا میں جتنی زبانیں ہیں خواہ انکا واضع اللہ تعالی ہو یا مخلوق واضع کی تحقیق کی یہاں کچھ ضرورت نہیں مقاصد عامہ کے لئے وضع کی گئی ہیں اور نفوس خاصہ کی کیفیات نفسانیہ و خیالات کیلئے کسی زبان میں الفاظ مقرر نہیں یہی سبب ہے کہ ... مطلق سے مراد اللہ ...

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده انها لتعدل ثلث القرآن

رواه البخاري

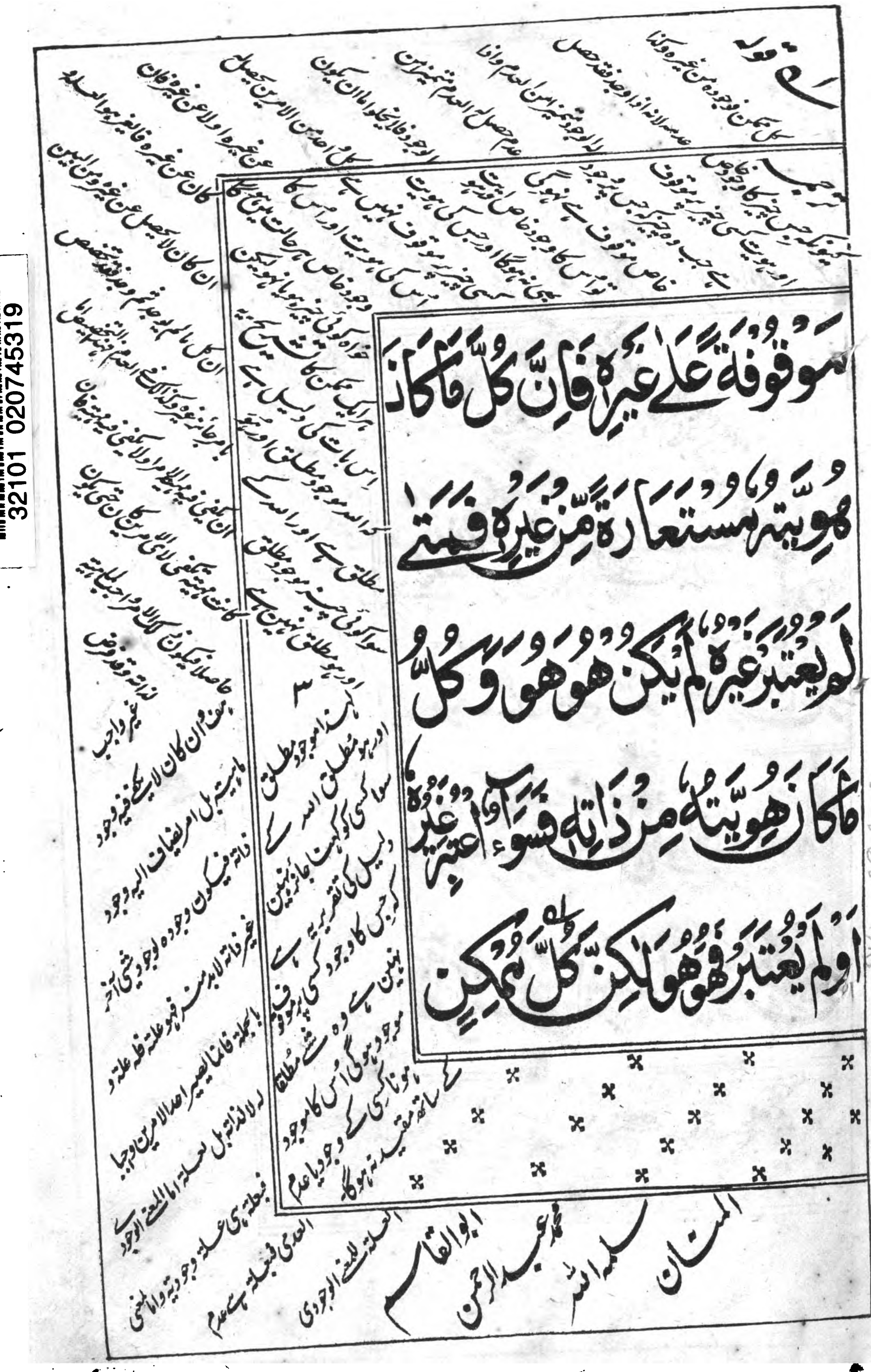
بسم الله الرحمن الرحيم

قوله جل جلاله قل هو الله احد

اي هو المطلق الذي لا يكون هويته

بعض علماء کے نزدیک ہو اسم اعظم ہے چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ امام غزالی فرماتے ہیں لا الہ الا اللہ عوام کی توحید ہے اور لا الہ الا ہو خواص کی ... خاص وجود کو کہتے ہیں ... مفسر خود تصریح کریگا بعض علماء کے نزدیک ہویت اور خاص وجود کے معنی مختلف ہیں مگر ہر ایک دوسرے کو لازم ہے

(تصحیح ...)



موقوفة على غيره فان كل ما كان

هويته مستعارة من غيره فمتى

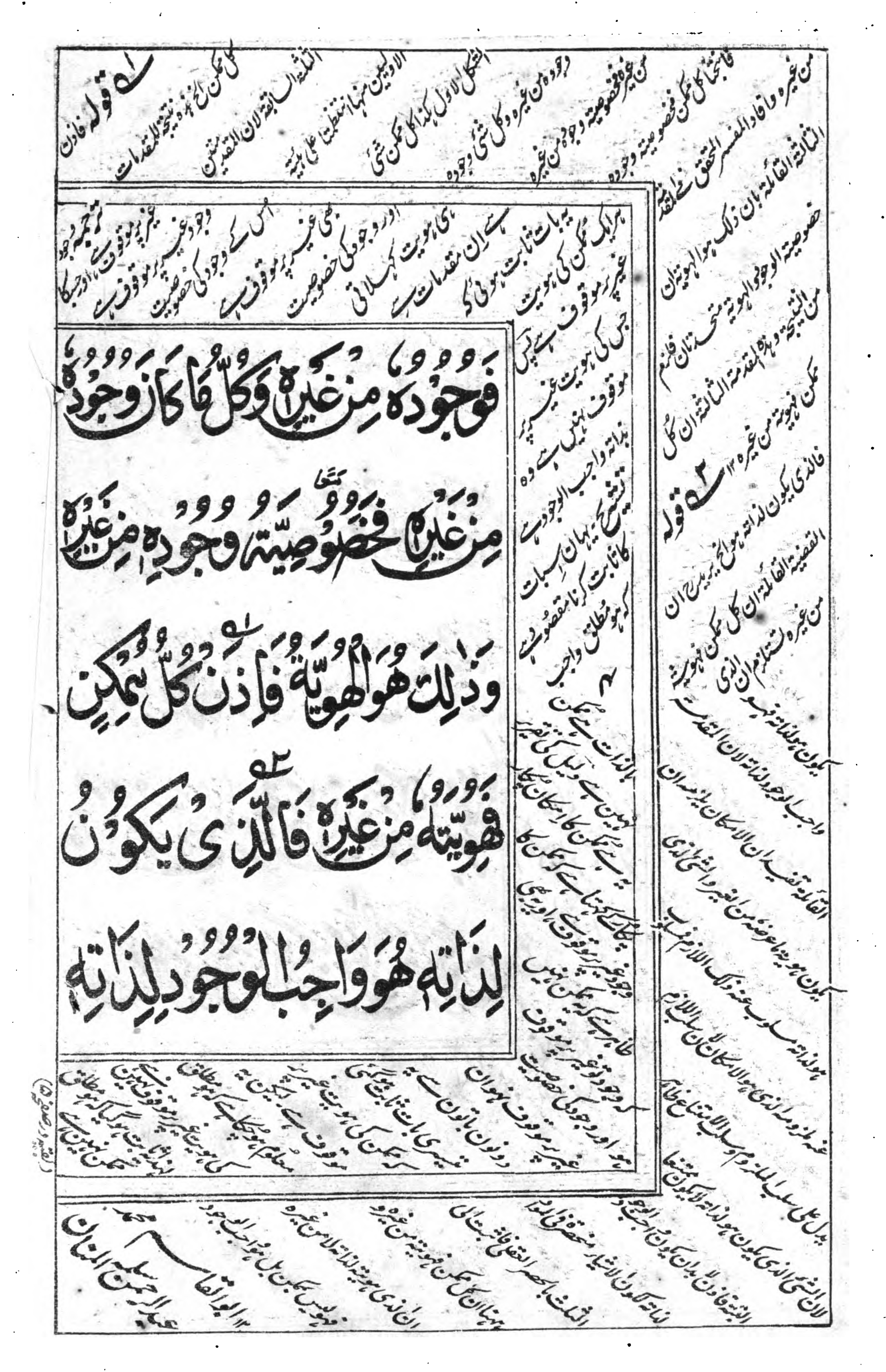
لم يعتبر غيره لم يكن هو هو وكل

ما كان هويته من ذاته فسواء اعتبر غيره

او لم يعتبر فهو هو لكن كل ممكن

ہذا موجود مطلق
اور یہ مطلق اللہ ہے
سوا کسی کو کہنا جائز نہیں
دلیل کی تقریر یہ ہے
کہ جس کا وجود کسی پر موقوف
نہیں ہے وہ شے مطلقا
موجود ہوگی اس کا موجود
ہونا کسی کے وجود یا عدم
کے ساتھ مقید نہ ہوگا

المنان سلمه الله محمد عبد الرحمن ابو القاسم



قوله فاذن كل ممكن الخ هذه نتيجة للمقدمات الثلاثة السابقة لان المقدمتين الاوليين منهما انتظمتا على هيئة الشكل الاول هكذا كل ممكن فهو شيء وجوده من غيره وكل شيء وجوده من غيره فخصوصية وجوده من غيره فانتج كل ممكن فخصوصية وجوده من غيره وافاد المفسر المحقق في المقدمة الثالثة القائلة بان ذلك هو الهوية ان خصوصية الوجود والهوية متحدتان فلزم من النتيجة وهذه المقدمة الثالثة ان كل ممكن فهويته من غيره

فوجوده من غيره وكل ما كان وجوده

من غيره فخصوصية وجوده من غيره

وذلك هو الهوية فاذن كل ممكن

فهويته من غيره فالذي يكون

لذاته هو واجب الوجود لذاته

ترجمہ وجود غیر پر موقوف ہے اور جس کا وجود غیر پر موقوف ہے اس کے وجود کی خصوصیت بھی غیر پر موقوف ہے اور وجود کی خصوصیت ہی ہویت کہلاتی ہے ان مقدمات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر ایک ممکن کی ہویت غیر پر موقوف ہے پس جس کی ہویت غیر پر موقوف نہیں ہے وہ بذاتہ واجب الوجود ہے

تشریح یہاں اس بات کا ثابت کرنا مقصود ہے کہ موجود مطلق واجب

قوله فالذي يكون لذاته هو الخ يريد ان القضية القائلة ان كل ممكن فهويته من غيره تستلزم ان الذي



وَأَيْضًا كُلُّ مَا مَاهِيَّتُهُ مُغَايِرَةٌ لِوُجُودِهِ

كَانَ وُجُودُهُ مِنْ غَيْرِهِ فَلَا يَكُونُ

هُوِيَّةُ مَاهِيَّتِهِ لِنَفْسِ مَاهِيَّتِهِ فَلَا يَكُونُ

هُوَ هُوَ لِذَاتِهِ لٰكِنَّ الْمَبْدَأَ الْأَوَّلَ هُوَ هُوَ

لِذَاتِهِ فَإِذَنْ وُجُودُهُ عَيْنُ مَاهِيَّتِهِ

١ قوله فاذن واجب الوجود الخ فرع على ما مهد من الاصول من ان هوية الممكن من الغير ولا يمكن ان يكون هويته لذاته لا من الغير وان هوية واجب الوجود لذاته لا لغيره ولا يمكن ان يكون هويته لغيره ان واجب الوجود هو الذي لا هو لذاته الا هو يعني ان واجب الوجود هو الشئ الذي لا هوية بالذات لشئ الا له فقوله لا هو الا هو المراد لا هو لذاته الا هو كما يدل عليه تفسيره

ترجمہ پہلے مقدمات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ واجب الوجود وہی ہو مطلق اور ہو لذاتہ ہی ہے یعنی واجب الوجود کے سوا ہر ایک چیز اپنی ذات کے اعتبار سے ہویت نہیں ہے بلکہ غیر یعنی علت سے ہویت حاصل ہوئی ہے اور واجب الوجود کی ہویت لذاتہ اور بے کسی علت کے ہے بلکہ اس کی ذات ہی ہے کہ اس کی ہویت لذاتہ ہے غیر سے نہیں ہے

تشریح پہلے یہ بات ثابت ہو چکی ہے [illegible]

فَاِذَنْ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ هُوَ الَّذِيْ لَا هُوَ
اِلَّا هُوَ اَيْ كُلُّ مَا عَدَاهُ فَهُوَ مِنْ
حَيْثُ هُوَ هُوَ لَيْسَ هُوَ هُوَ بَلْ هُوِيَّتُهُ
مِنْ غَيْرِهِ وَوَاجِبُ الْوُجُوْدِ هُوَ الَّذِيْ
لِذَاتِهِ هُوَ هُوَ بَلْ ذَاتُهُ اَنَّهُ هُوَ لَا غَيْرُهُ

٢ قوله من حيث هو هو الخ [illegible]

٣ قوله فهو من حيث هو [illegible]

٤ قوله بل ذاته انه هو [illegible]

[illegible]

وذلك الهوية والخصوصية معنى

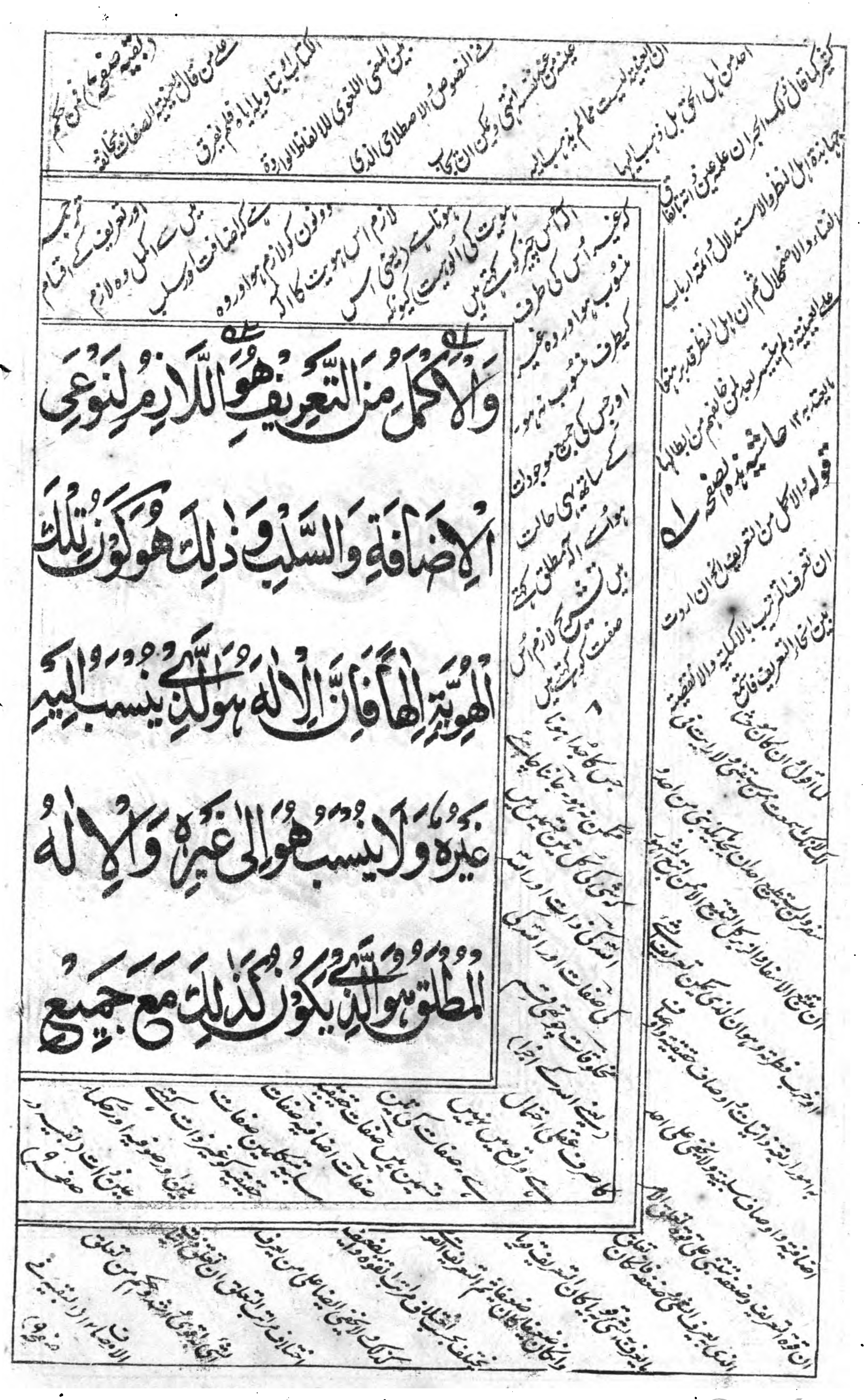
علم الاسم لا يمكن شرحه الا

بلوازمه واللوازم منها اضافية ومنها

سلبية واللوازم الاضافية اشد

تعريفا من الامور السلبية

البقية في صفحة ٨



وَالْاَكْمَلُ مِنَ التَّعْرِيفِ هُوَ اللَّازِمُ لِنَوْعَيِ
الْاِضَافَةِ وَالسَّلْبِ وَذٰلِكَ هُوَ كَوْنُ تِلْكَ
الْهُوِيَّةِ اِلٰهًا فَاِنَّ الْاِلٰهَ هُوَ الَّذِي يُنْسَبُ اِلَيْهِ
غَيْرُهُ وَلَا يُنْسَبُ هُوَ اِلٰى غَيْرِهِ وَالْاِلٰهُ
الْمُطْلَقُ هُوَ الَّذِي يَكُونُ كَذٰلِكَ مَعَ جَمِيعِ

ترجمہ اور تعریف کے اقسام میں سے اکمل وہ لازم ہے کہ اضافت اور سلب دونوں کو لازم ہو اور وہ لازم اس ہویت کا اِلٰہ ہونا ہے (یعنی اس ہویت کی اُلوہیت) کیونکہ اِلٰہ اُس چیز کو کہتے ہیں کہ غیر اُس کی طرف منسوب ہو اور وہ غیر کیطرف منسوب نہ ہو اور جس کی جمیع موجودات کے ساتھ یہی حالت ہو اُسے اِلٰہ مطلق کہتے ہیں

تشریح لازم اس صفت کو کہتے ہیں

حاشیۃ ہذہ لصفحۃ ۱۰

قولہ والاکمل من التعریف الخ

المَوجُودَاتِ فَانتِسَابُ غَيرِهِ اِلَيهِ اِضَافِیٌّ

وَکَونُهُ غَيرَ مُنتَسِبٍ اِلَی الغَيرِ سَلبِیٌّ

وَلَمَّا کَانَتِ الهُوِيَّةُ الاِلٰهِيَّةُ مِمَّا

لَا يُمکِنُ اَن يُعَبَّرَ عَنهَا بِجَلَالَتِهَا وَعَظمَتِهَا

اِلَّا بِاَنَّهُ هُوَ هُوَ ثُمَّ شَرَحَ تِلکَ

9

اور اکثر ارباب فنا اور اضمحلال کا اتفاق ہے۔ اور اہل نظر نے عینیت پر دلیلیں قائم کی ہیں اور اسوقت تک مخالفین کو عینیت کے ابطال کی کوئی دلیل قابل شمار ہم نہیں پہنچی۔ اور تحقیقات ہیں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت سے اسی جل شانہ کا صرف صفات کے ساتھ موصوف ہونا ثابت ہے (بقیہ تشریح صفحہ ۱۰ میں دیکھو)

تعلیق حاشیہ صفحہ ۹

سواء کانت حقیقیۃ او اضافیۃ او سلبیۃ وتعلق الاوصاف الحقیقیۃ ... الاضافیۃ اقوی من الاضافیۃ والسلبیۃ ... وان التعریف بانضمام الضعیفین اقوی من التعریف بانضمام الضعیف فالتعریف بانضمام الاوصاف الحقیقیۃ والاضافیۃ الی الذاتیات اقوی من التعریف بانضمام الاوصاف الحقیقیۃ وحدہا او الاضافیۃ وحدہا وقس علی ہذا فعلمت ان اکمل انحاء التعریف التعریف بانضمام الاوصاف الحقیقیۃ والاضافیۃ والسلبیۃ الی الذاتیات ثم التعریف بانضمام ما سوی السلبیۃ الی الذاتیات (البقیۃ فی صفحہ ۱۰)

ابوالقاسم محمد عبدالرحمن

سلمہ المنان



الهوية انما يكون بلوازمها وقد بيّنّا انّ
اللوازم منها سلبية ومنها اضافية
وبيّنّا انّ الاكمل من التعريف
والشرح لتلك الهوية ذكر
الامرين وبيّنّا انّ اسم الاله

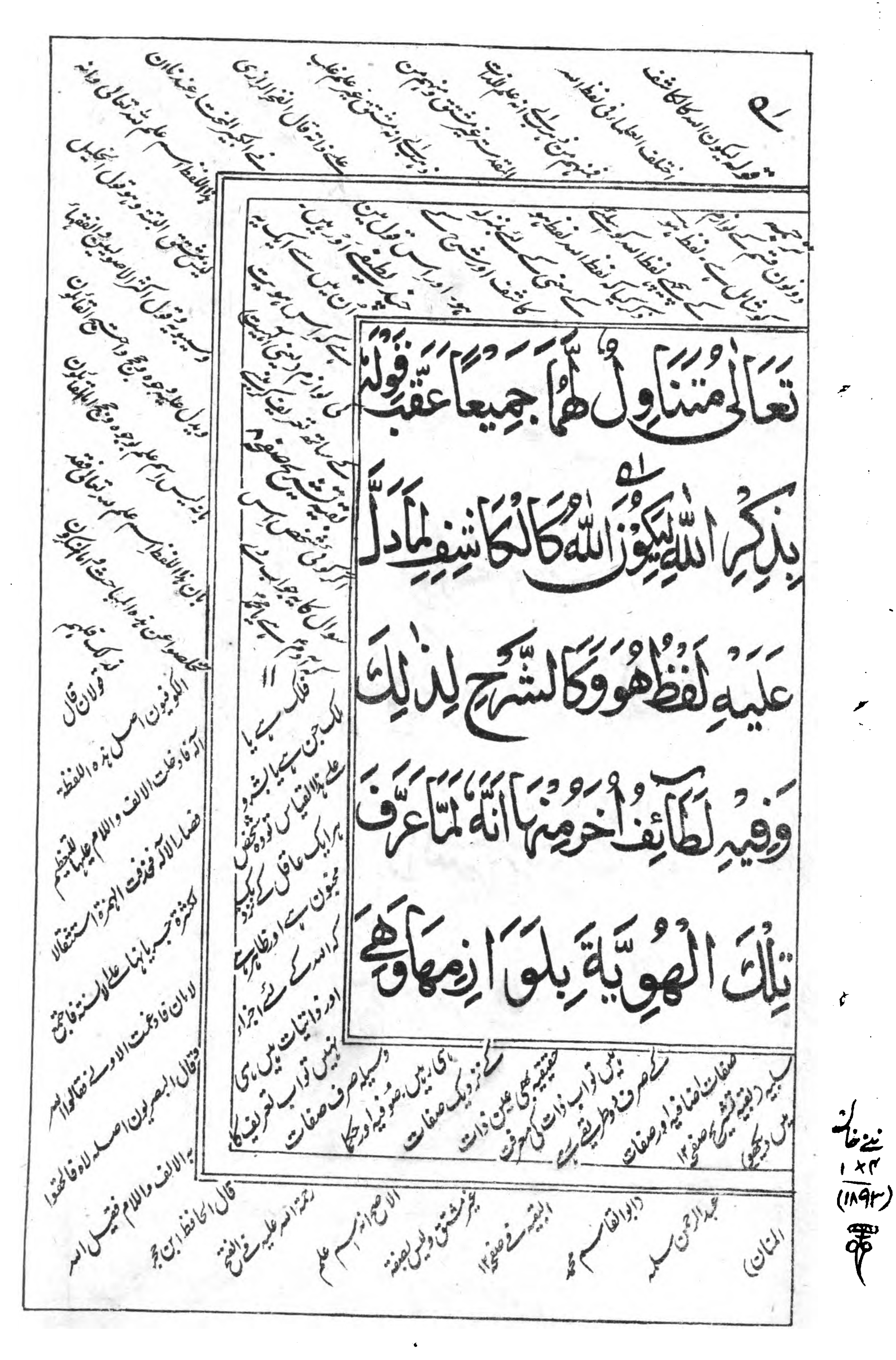
ترجمہ: اور لوازم کے سوا اور کوئی چیز اس ہویت کی شرح نہیں ہے اور یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ بعض لوازم سلبی ہیں اور بعض اضافی، اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس ہویت کی تعریف اور شرح کامل دونوں قسم کے لوازم کا ذکر ہے، اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ لفظ اللہ

تشریح صفحہ ۳

ہرگز ثابت نہیں کہ عین ہیں یا غیر ہیں

۱۰

قوله ہو اللازم لنوعی الاضافیۃ ۱۲



تعالى متناول لهما جميعا عقب قوله
بذكر الله ليكون الله كالكاشف لما دل
عليه لفظ هو وكالشرح لذلك
وفيه لطائف أخر منها أنه لما عرف
تلك الهوية بلوازمها وهي

قوله ليكون الله كالكاشف
اختلف العلماء في لفظ الله
فمنهم من ذهب إلى أنه علم للذات
المقدس غير مشتق ومنهم من
ذهب إلى أنه مشتق غير علم غالب
على ذاته قال الفخر الرازي
في الكبير المختار عندنا أن
هذا اللفظ اسم علم لله تعالى وانه
ليس بمشتق البتة وهو قول الخليل
وسيبويه وقول أكثر الأصوليين والفقهاء

...

قال الحافظ ابن حجر
رحمة الله عليه في الفتح
الأصح أنه اسم علم
غير مشتق وليس بصفة
البقية في صفحہ ۱۲
ابو القاسم محمد
عبد الرحمن سلمه
المنان

صفات اضافیہ اور صفات
سلبیہ (بقیہ تشریح صفحہ ۱۳
میں دیکھو)

الْإِلٰهِيَّةِ أَشْعَرَ ذٰلِكَ بِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ

مِنَ الْمُقَوِّمَاتِ وَإِلَّا لَكَانَ الْعُدُوْلُ

عَنْهَا إِلَى اللَّوَازِمِ قَاصِرًا وَمِنْهَا أَنَّهُ لَمَّا

شَرَحَ تِلْكَ الْهُوِيَّةَ بِلَوَازِمِ الْإِلٰهِيَّةِ عَقَّبَ

ذٰلِكَ بِأَنَّهُ الْأَحَدُ وَهُوَ الْغَايَةُ

ترجمہ یہ اشارہ ہے کہ کوئی شئے اس کے اجزا اور ذاتیات نہیں ہیں ورنہ ذاتیات سے لوازم کیطرف عدول اور تجاوز کرنا موجب قصور تعریف اور نقصان شرح ہے اور ایک یہ ہے کہ اس ہویت کی شرح کرنے کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ وہ احد ہے اور ایک یہ ہے

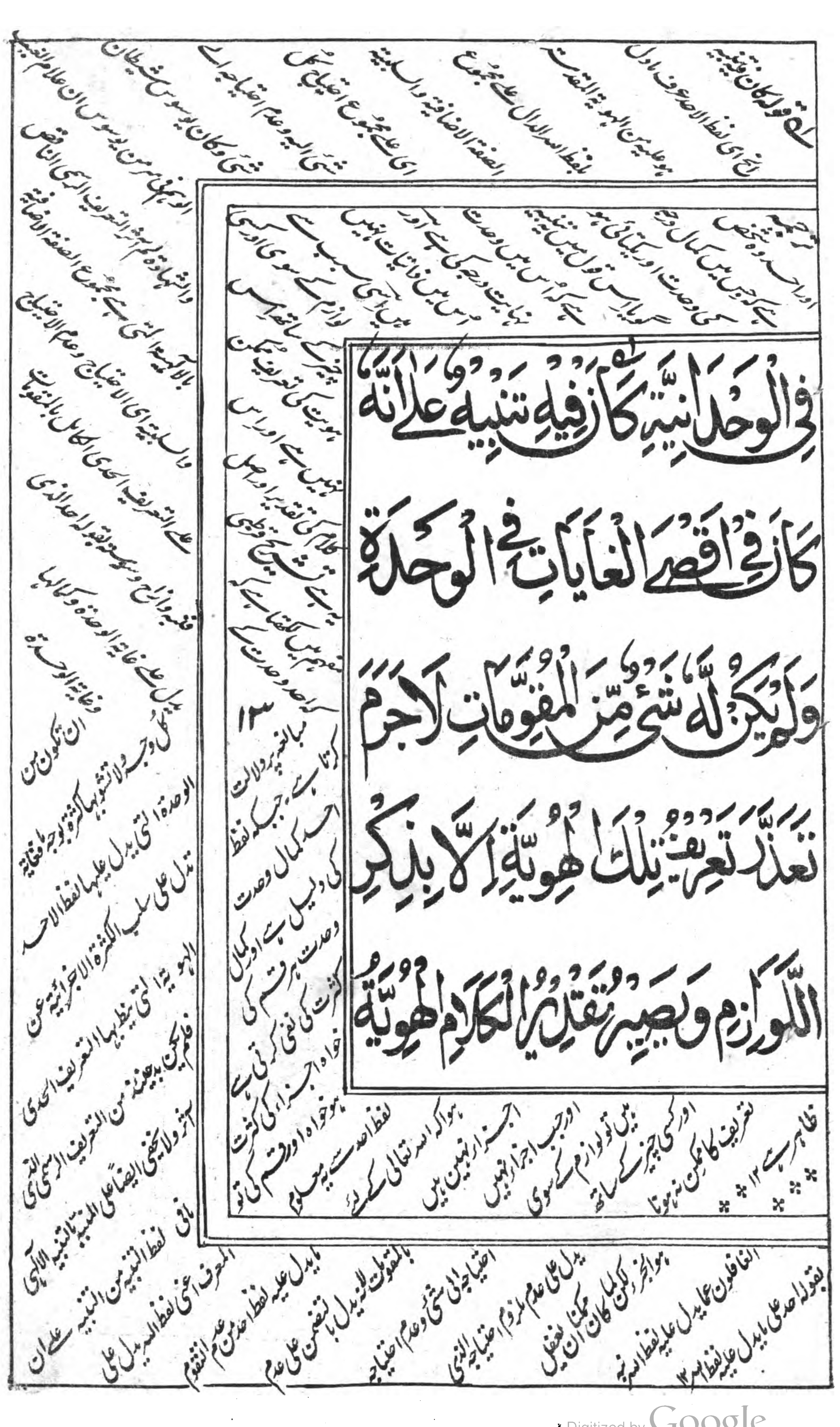
بقیہ تشریح صفحہ ۲

اور ظاہر ہے کہ اضافی اور سلبی صفت کے مجموعہ کے ساتھ جو تعریف ہوگی وہ تعریف ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱ قال علی القاری وہو علم مرتجل من غیر اعتبار اصل اخذ منہ کما علیہ الاکثرون منہم ابو حنیفۃ ومحمد بن الحسن والشافعی والخلیل والزجاج وابن کیسان والحلیمی وامام الحرمین والغزالی والخطابی وغیرہم قال القاضی البیضاوی والحق انہ وصف فی اصلہ لکنہ لما غلب علیہ بحیث لا یستعمل فی غیرہ وصار کالعلم مثل الثریا والصعق اجری مجراہ فی اجراء الاوصاف علیہ وامتناع الوصف بہ وعدم تطرق احتمال الشرکۃ الیہ قال الفیروزآبادی فی القاموس اختلف فیہ علی عشرین قولا ذکرتہا فی المباسط واصحہا انہ علم غیر مشتق واصلہ الٰہ کفعال بمعنی مالوہ وکل ما اتخذ معبودا الٰہ عند متخذہ بین الالٰہۃ والالوہیۃ ۱۲

کی اور سب قسموں سے اعلیٰ اور اونچی ہوگی اور صفات اضافیہ اور سلبیہ سب نسبتیں ہیں اسی سبب سے کہ تعقل اور ایجاب انتساب صفات اضافیہ کے ساتھ جن کی ہوں صفات سلبیہ بھی اور سلبیہ صفات ہیں اور واجب الوجود ان کی طرف محتاج نہ ہونا سلبی صفت ہے اور اونچا درجہ اس لئے علت ہونا اضافی صفت ہے ۱۲

الجمال الهرمی اکرام بالکسر علی فعال بمعنی مفعول مثل امام بمعنی مؤتم ۱۲ لا ابو القاسم عبد الرحمٰن المهلنسان



في الوحدانية كان فيه تنبيه على أنه
كان في أقصى الغايات في الوحدة
ولم يكن له شيء من المقومات لاجرم
تعذر تعريف تلك الهوية إلا بذكر
اللوازم وبعيبه تقيد الكلام الهوية

التي لا شرح لها انما نزل في تعريفها
ذكر المقومات واقتصر على ذكر
اللوازم وهي الالهية لغاية وحدتها
وكمال بساطتها التي تقاصر
العقول عن اكتسابها والوقوف

ترجمہ جس ہویت کی کچھ شرح نہیں اُسکی تعریف میں ذکر ذاتیات کے ترک کرنے اور لوازم یعنی الٰہیت کے ذکر پر اقتصار اور اکتفا کرنے کی علت اور سبب اُس کی غایت وحدت اور کمال بساطت ہے کہ جس کے حاصل کرنے

تشریح ذاتیات اجزا کو کہتے ہیں اور بساطت مرکب نہ ہونے کو اور بسیط اُس چیز کو کہتے ہیں جو مرکب نہ ہو غرض یہ ہے کہ اجزا اور ذاتیات کے ساتھ ۱۴ تعریف کامل ہے اور لوازم کے ساتھ تعریف ناقص کامل [illegible] سبب اُس کا واحد اور بسیط ہونا ہے یعنی [illegible] وہ بسیط اور واحد [illegible] مرکب [illegible] اجزا اور ذاتیات [illegible]

سے قوله تقاصر العقول عن اكتسابها التحرير ان العقول كلها سواء كانت عقول اهل النظر والاكتساب او اهل الكشف والعرفان قاصرة عن ان تكتشف لها الهوية الواحدة البسيطة فلا يمكن ان تكتسب الهوية عقول اهل النظر بالنظر ولا يمكن ان تكتشف الهوية لاهل الكشف بالطريق الكشفي لان الطريقين كليهما مسدودتان اما طريق النظر فلانها الذاتيات وليست ذاتيات للهوية المقدسة كما مر مرارا واما الطريق الكشفي فلما يصح من ان عقول العرفاء قاصرة عن ان تقف وتسكن في مقام هو اقرب من مبادي اشراق انوار الهوية ولما لم تستطع عقول العرفاء ان تقف في مقام اقرب من المبادي اي ابتداءات الاشراق فكيف تستطيع الوقوف عند المبادي والوقوف عند الاشراق اصعب منه صعوبة شديدة عند انوار الهوية عند الاشراق فاذا لا يمكن الصعود عند الاشراق فكيف يمكن ان تكشف لها مقام اقرب من المبادي فكيف يمكن ان تكشاف مبادي الاشراق والاشراق فوق المبادي والانوار فوق الاشراق والهوية فوق الانوار فوقية لا يمكن ان تتعقلها تعقل (لابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان)



دُونَ مَبَادِیْ اِشْرَاقِ اَنْوَارِهَا

وَمِنْهَا اَنَّ هُوِیَّةَ الْمَبْدَءِ الْاَوَّلِ

لَهَا لَوَازِمُ کَثِیْرَةٌ وَلٰکِنَّ تِلْکَ اللَّوَازِمِ

مُتَرَتِّبَةٌ فَاِنَّ اللَّوَازِمَ مَعْلُوْلَاتٌ

وَالشَّیْءُ الْوَاحِدُ الْحَقُّ الْبَسِیْطُ مِنْ

قوله دون هو نقیض فوق و
یکون ظرفا و بمعنی امام و
وراء و فوق ضد و یقال
هذا دونه ای اقرب منه
۱۲ م

قوله فان اللوازم معلولات
لان لوازم الهویة الواجبة
التی فی غیرها اما ان
بالذات او ممکنة
تکون واجبة بالذات
بالذات فباطل لما ثبت
من وحدة الواجب بالذات
وان کانت ممکنة بالذات فلا بد من ان تکون معلولة
للمعلولیة ولانها اما اضافیة
او سلبیة لما ثبت من انتفاء
الحقیقیة وکل واحد منهما امر انتزاعی
ولیس من شان العاقل ان
یقول بکونه الا امرا انتزاعیا
واجبا بالذات فلا بد من القول
بامکانه فلا بد من القول بالمعلولیة

۱۵
اور اس کے اشراق کی
نسبت اور اشراق اور مبادی
اشراق کی نسبت کو تامل
کرنا چاہیے کسی پر مخفی نہیں
ہے کہ انوار ہویت سے
ادراک کو ہویت سے ادراک
سے کچھ نسبت نہیں اور
بسیط اشراق انوار کے
ادراک کو انوار کے ادراک سے
اور علی ہذا القیاس مقام عرفا
ہے کہ جب اہل کشف و ارباب
عرفان کی عقلیں اشراق انوار
ہویت کی ابتدا کے نزدیک بھی
نہیں ٹھیر سکتیں تو ابتدا اشراق
یا انوار کے نزدیک ٹھیرنا کیسے
ممکن نہیں یہی ہویت سے
اسی پر قیاس کرو ۱۲

عبد الرحمن سلمہ المنان

۱۲ دام ابو القاسم محمد

له قوله لا يصدر عنه اكثر من الواحد الخ لا بد علينا من ازاحة ما يتوهم من هذا القول من ان الشيخ الرئيس ارسطاطاليس و افلاطون وغيرهم من الفلاسفة قائلون بان بعض الاشياء صادرة منه تعالى وبعضها من غيره فنقول ان هذا التوهم نشأ من عدم الرجوع الى اقاويلهم وعدم تدبر عبارات ناقلي اقوالهم ونصوصهم التي تنطق بان الاشياء كلها فائضة عنه تعالى اكثر من ان تحصى فنقتصر في هذا المقام على بعض منها قال الشيخ في الٰهيات الشفاء وكل شيء حادث عن ذلك الواحد وذلك الواحد محدث له وقال ايضا فيها وقد بان ان الواجب الوجود يجب ان يكون لذاته مفيدا لكل وجود ولكل كمال وقال ايضا فيها وهو فاعل الكل بمعنى انه الموجود الذي يفيض عنه كل وجود وقال فيها ايضا فاول الموجودات عن العلة الاولى صورة غير مادية ان يكون المعلول الاول عقلا واحدا وانت تعلم ان ههنا عقولا ونفوسا مفارقة كثيرة فمحال ان يكون وجودها مستفادا بتوسط ما ليس وجوده مفارقا لكنك تعلم ان في جملة الموجودات عن الاول اجساما او علمت ان كل جسم ممكن الوجود وعلمت انه لا يحصل الا ان يكون عن الاول بتوسط وعلمت انه لا يجوز ان يكون ... ان الواحد من حيث هو واحد ...

ترجمہ واحد سے زیادہ وجہ ایسی ترتیب کے کہ طولا اور عرضا اسکے پاس سے نازل ہے صادر نہیں ہوتے۔ اور لازم قریب لازم بعید سے تعریف اور تشریح میں اشد اور اقوی ہے پس انسان کا متعجب ہونا بنسبت انسان کے ضاحک ہونے کے زیادہ معرفت کا موجب اور سبب ہے تشریح لازم قریب اس لازم کو کہتے ہیں جو بے واسطہ لازم ہو اور لازم بعید ...

۱۶

كُلِّ وَجْهٍ لَا يَصْدُرُ عَنْهُ أَكْثَرُ مِنَ
الْوَاحِدِ الْأَعْلَى التَّرْتِيبِ لِنَازِلٍ
مِنْ عِنْدِهِ طُولًا وَعَرْضًا وَلِأَنَّ
اللَّازِمَ الْقَرِيبَ أَشَدُّ تَعْرِيفًا مِنَ اللَّازِمِ
الْبَعِيدِ فَكَوْنُ الْإِنْسَانِ مُتَعَجِّبًا عَرَفُ

اس لازم کو کہتے ہیں جو کسی واسطہ سے لازم ہو جیسا کہ انسان کو ضاحک ہونا اور متعجب ہونا کہ انسان کو لازم ہیں تعجب بلا واسطہ لازم ہے اور ضاحک ہونا بواسطہ تعجب کے لازم ہے ...



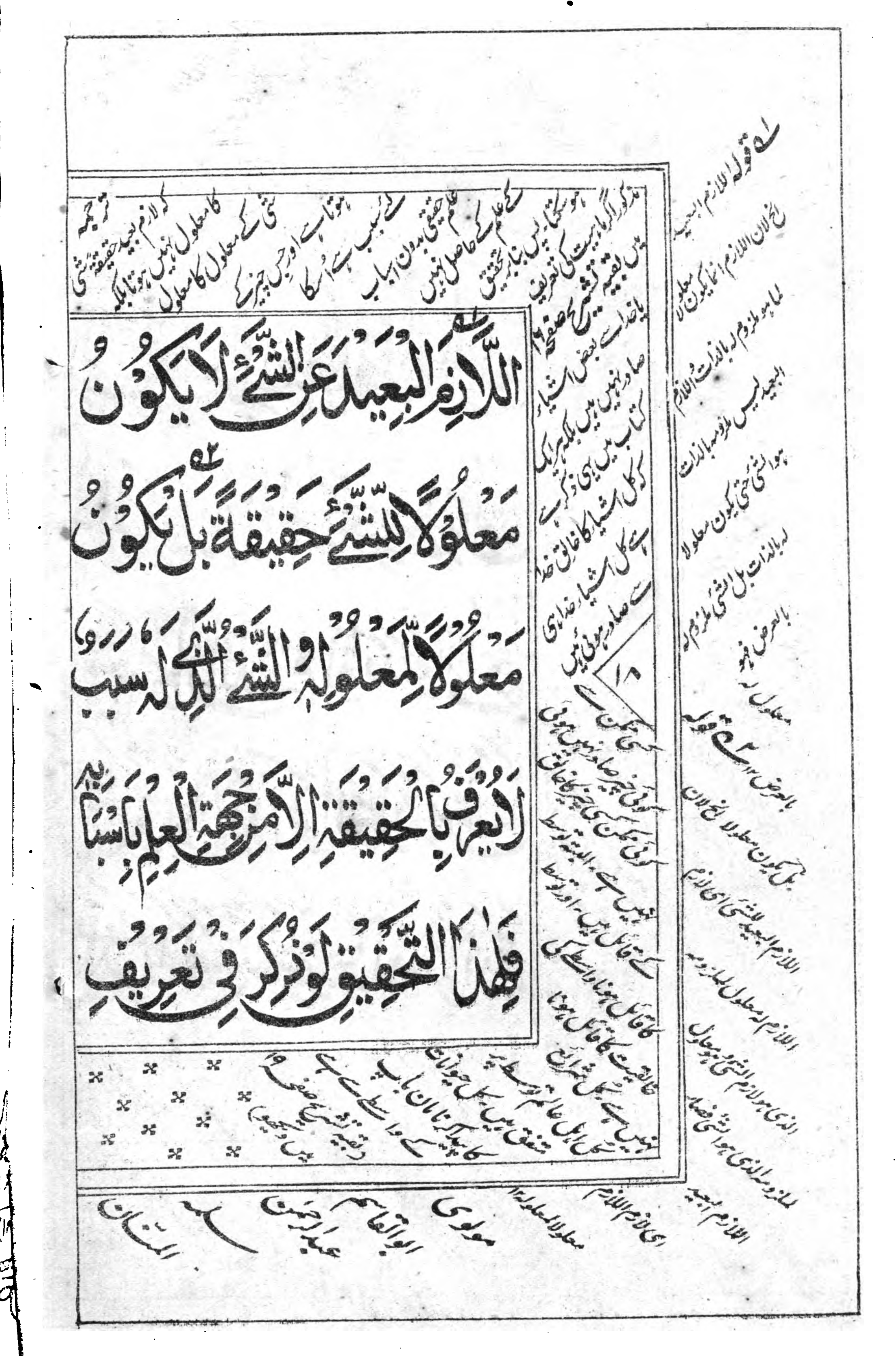
مِنْ كَوْنِهِ ضَاحِكًا فَلِهٰذَا مَنْ أَرَادَ

تَعْرِيفَ مَهِيَّةٍ مِّنَ الْمَهِيَّاتِ بِشَيْءٍ مِّنْ لَوَازِمِ

فَمَهْمَا كَانَ اللَّازِمُ أَقْرَبَ كَانَ التَّعْرِيفُ

أَشَدَّ بَلْ نَذْكُرُ الْكَلَامَ مِنْ نَمَطٍ

آخَرَ أَشَدَّ تَحْقِيقًا وَهُوَ أَنَّ



ترجمہ کہ لازم بعید حقیقۃً شئی کا معلول نہیں ہوتا بلکہ شئی کے معلول کا معلول ہوتا ہے اور جس چیز کے سبب ہے اسکا علم حقیقی بدون اسباب کے علم کے حاصل نہیں پس بنا بر تحقیق مذکور اگر ماہیت کی تعریف ...

اللازم البعید عن الشیٔ لا یکون

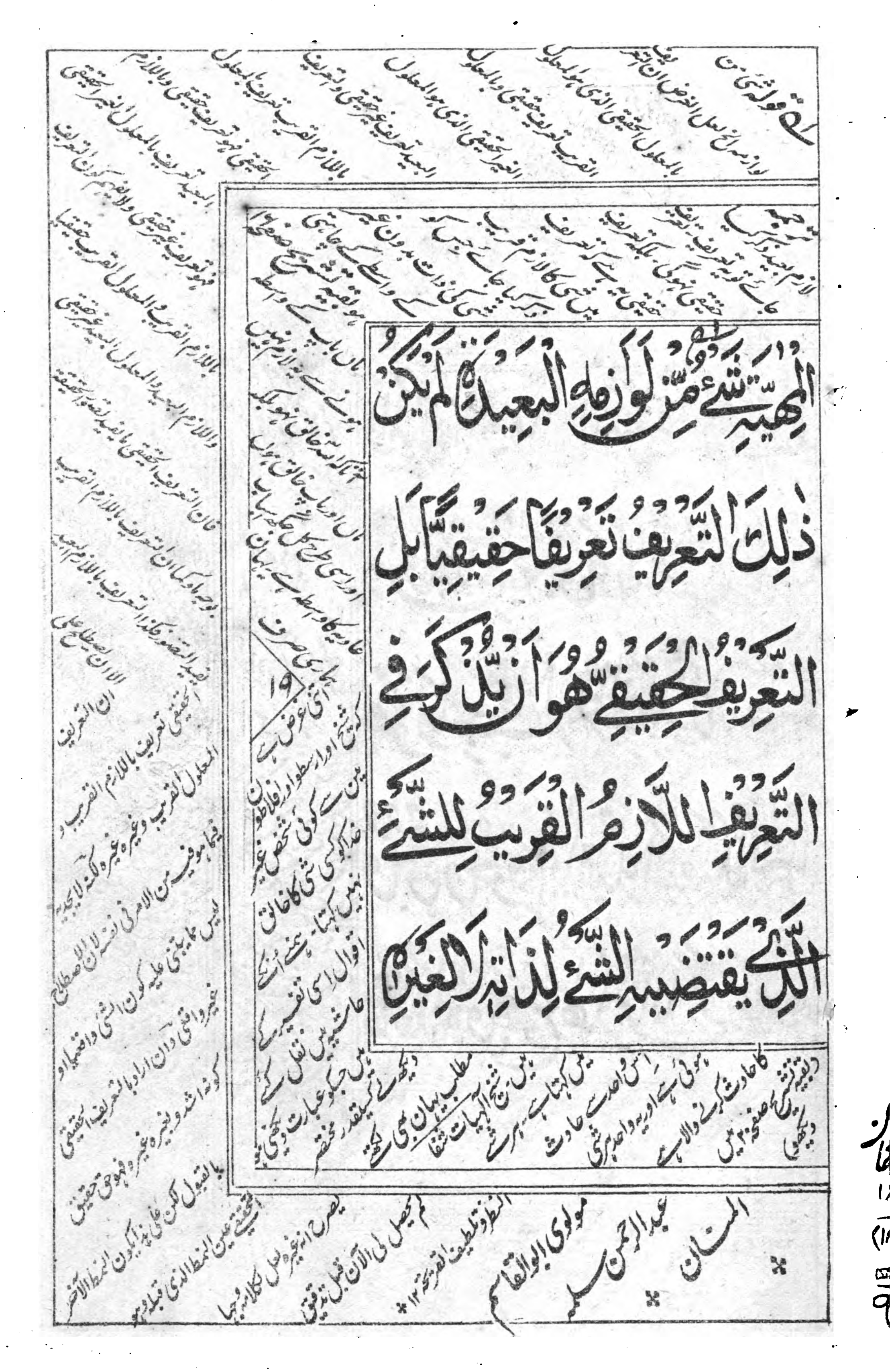
معلولا للشیٔ حقیقة بل یکون

معلولا لمعلوله والشیٔ الذی له سبب

لا یعرف بالحقیقة الا من جهة العلم باسبابه

فهذا التحقیق لو ذکر فی تعریف

مولوی ابو القاسم عبد الرحمن جمع المنان



الهيئة شيء من لوازمه البعيدة لم يكن

ذلك التعريف تعريفا حقيقيا بل

التعريف الحقيقي هو ان يذكر في

التعريف اللازم القريب للشيء

الذي يقتضيه الشيء لذاته لا الغير

١٩

مولوی ابوالقاسم عبدالرحمن سلمه المستان



والمبدأ الاول لا يلزمه لازم اقدم
من وجوب الوجود فانه لما هو
هو واجب الوجود وبواسطة
وجوب وجوده يلقيه انه مبدأ لكل
ما عداه ومجموع هذين اللازمين

ترجمہ اور مبدء اول (یعنی اللہ تعالیٰ) کو وجوب وجود سے پہلے کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بذاتہ بدون کسی چیز کے واسطے کے واجب الوجود ہے۔ اور وجوب وجود کے واسطے سے ہر چیز کی علت ہے۔ اور ان دونوں لازموں کا مجموعہ

هُوَ الْاَحَدِيَّةُ فَلِهٰذَا اَشَارَ بِقَوْلِهٖ هُوَ

اِلَى الْهُوِيَّةِ الْمَحْضَةِ الْبَسِيْطَةِ حَقًّا

الَّتِيْ لَا يُمْكِنُ اَنْ يُعَبَّرَ عَنْهَا بِشَيْءٍ اَنَّهٗ هُوَ

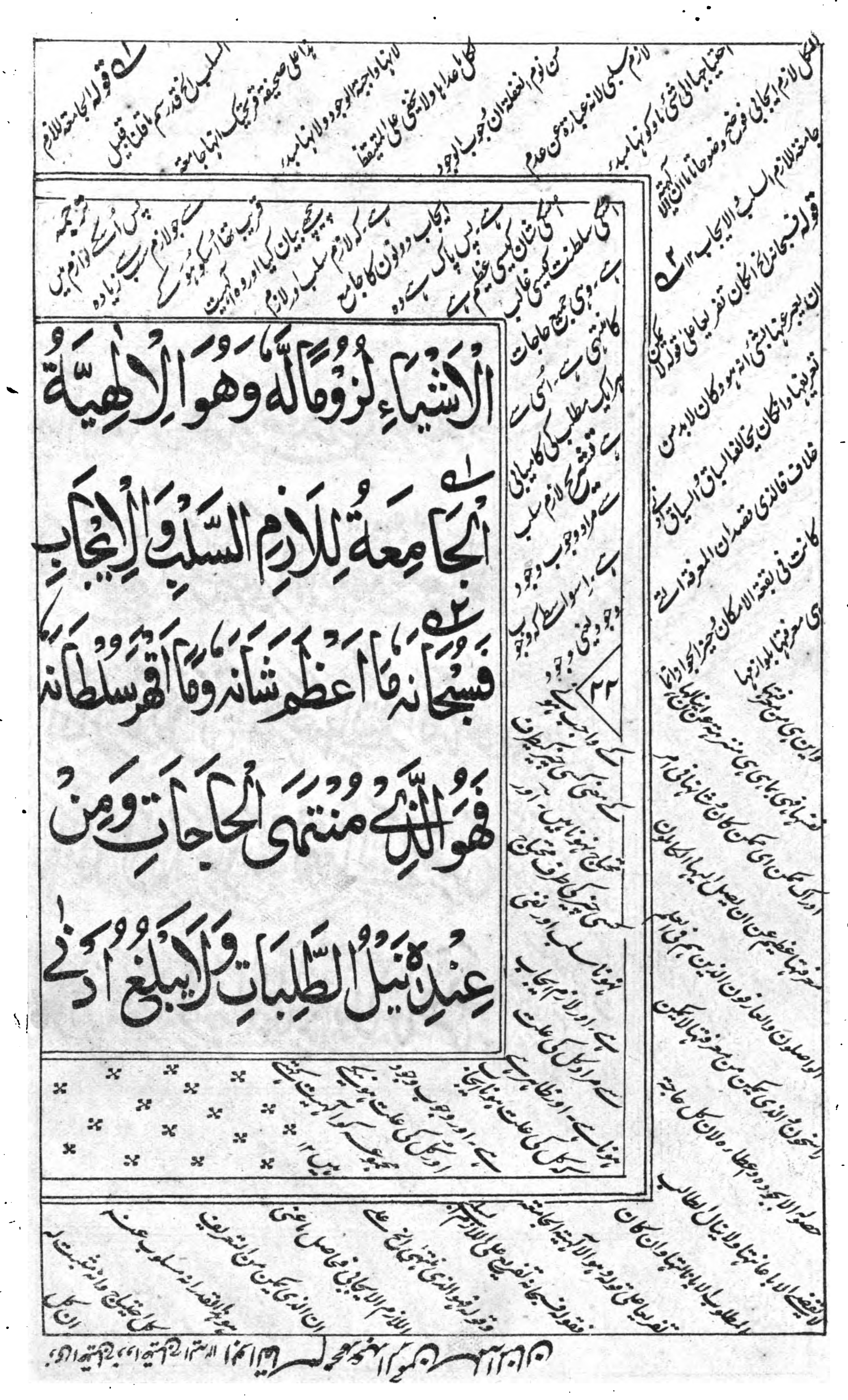
وَكَانَ لَا بُدَّ مِنْ تَعْرِيْفِهَا بِشَيْءٍ مِّنَ

اللَّوَازِمِ عَقَّبَ ذٰلِكَ بِذِكْرِ اَقْرَبِ

اور نفس اور طبیعت
اور باقی کل اشیاء کا
خالق ہے مگر فیلسوف
کے کلام کے سامعین
کو اسکے لفظ کیطرف
نظر کرنی نہیں چاہئے
انتہی کلام ارسطو یعنی
مقصود کی طرف نظر
کرنی چاہئے اور ظاہر
الفاظ کی طرف نظر
کرنی نہیں چاہئے ۱۲

قوله لشيء انه هو لان الشيء
منحصر في الهوية ومتقوما بها ولوازمها
فالاحدية التي هي عبارة عن ...
اقدم من اللوازم التي هي ما عداها ۱۲

حتى يقال انه هي ولا يقال لشيء من المعلولات انه هو لما بينهما من المباينة والمفارقة التي لا يمكن ... اعلى وارفع منها ... اللوازم ولا يمكن



الاشیاء لزومًا له وهو الالهیة

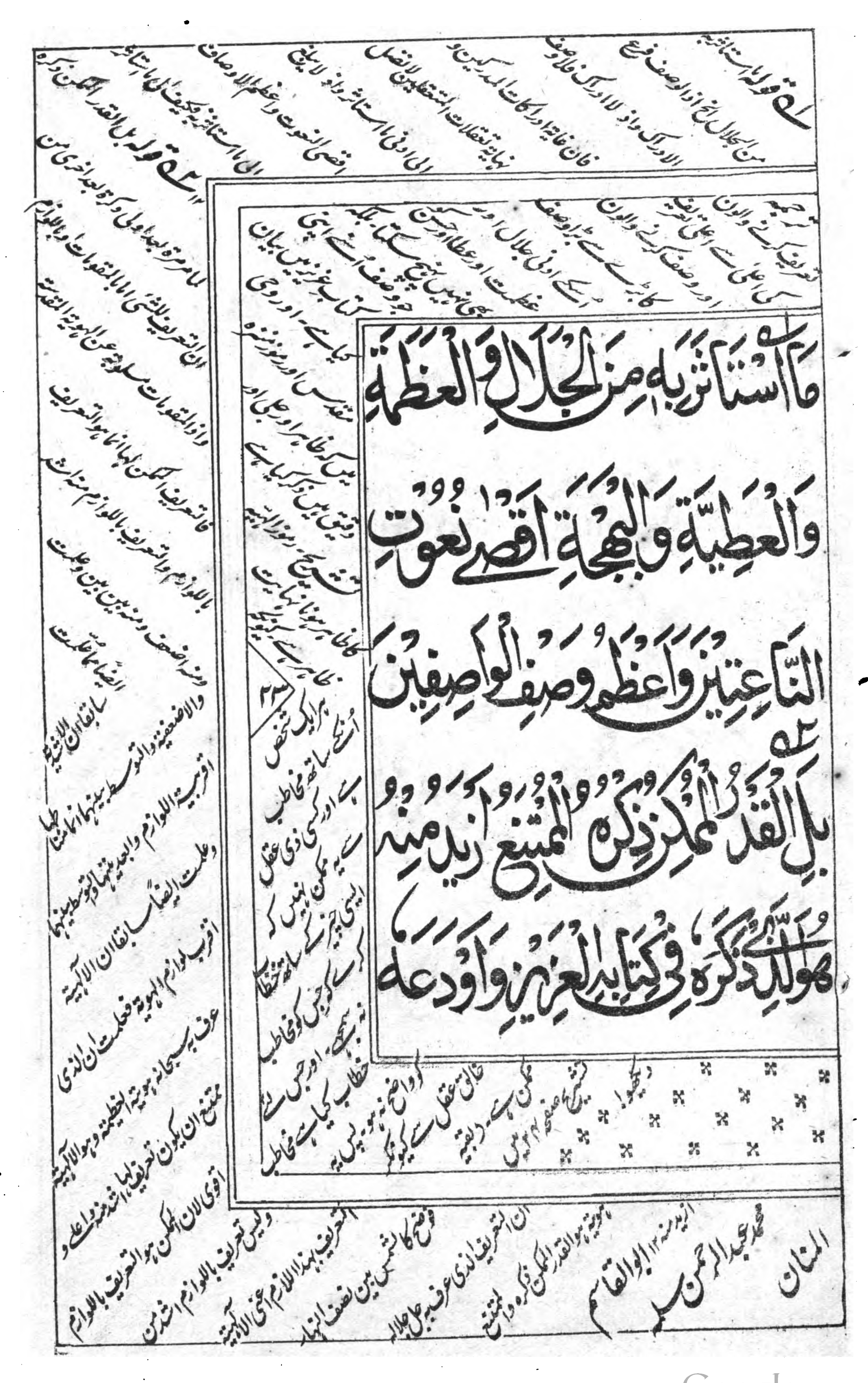
الجامعة للازم السلب والایجاب

فسبحانه ما اعظم شانه وما اقهر سلطانه

فهو الذی منتهی الحاجات ومن

عنده نیل الطلبات ولا یبلغ ادنی

ترجمہ پس اُسکے لوازم میں سے جو لازم سب سے زیادہ قریب تھا اُسکو پہلے بیان کیا اور وہ الٰہیت ہے کہ لازم سلب و لازم ایجاب دونوں کا جامع ہے پس پاک ہے وہ جسکی شان کیسی عظیم ہے اُسکی سلطنت کیسی غالب ہے، وہی جمیع حاجات کا منتہی ہے، اُسی سے ہر ایک مطلب کی کامیابی ہے



ما استأثر به من الجلال والعظمة

والعطية والبهجة اقصى نعوت

الناعتين واعظم وصف الواصفين

بل القدر الممكن ذكره الممتنع ازيد منه

هو الذي ذكره في كتابه العزيز واودعه

۲۳

فی وجهه المقدس ورموزه المنزهة

الظاهرة الجلية الدقيقة وفيه شك وهو

ان هيئته تبارك وتعالى وان كان

لا يمكن لغيره معرفتها بالاضافات

والسلوب الا انه جل جلاله

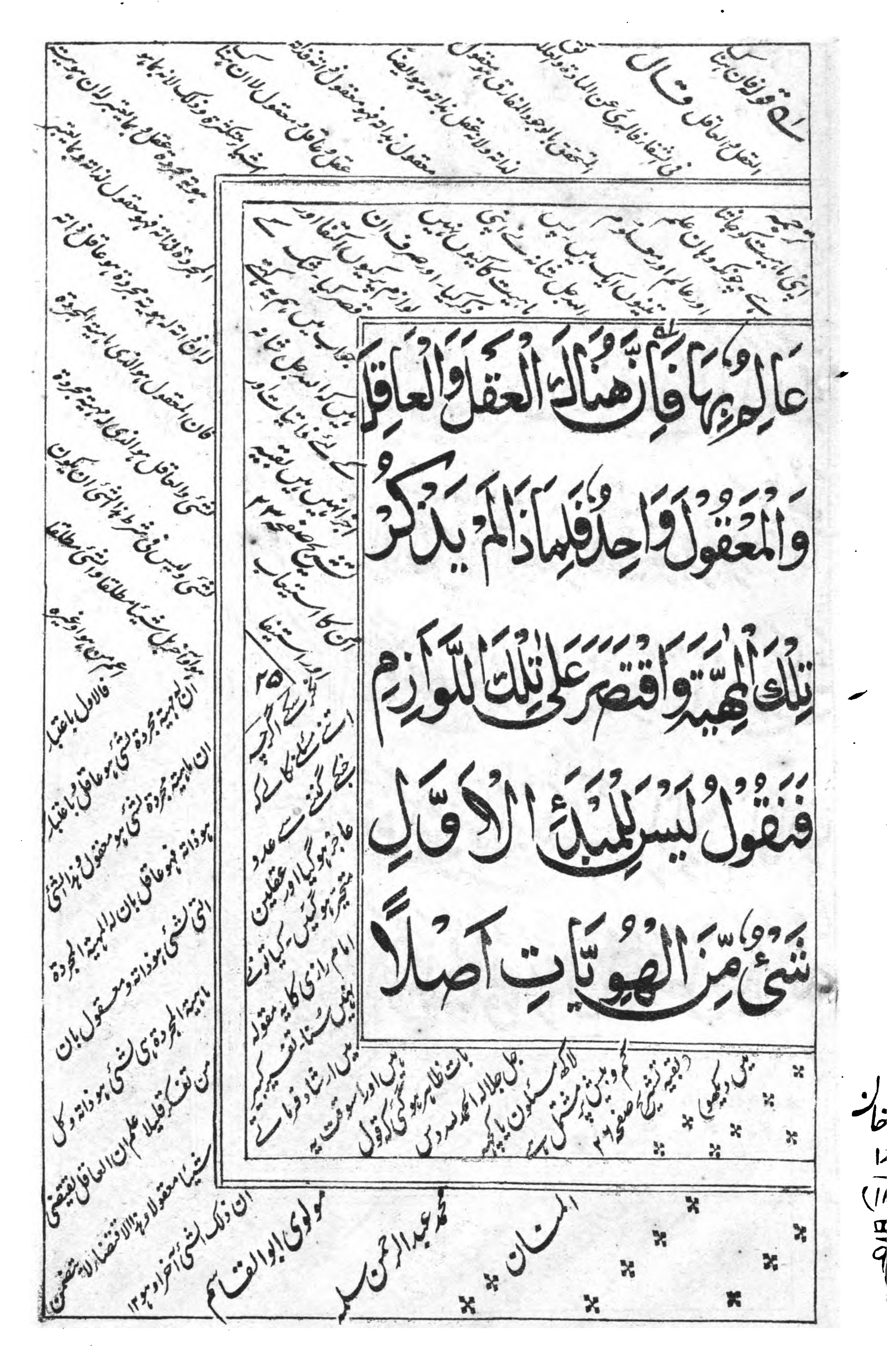
۵ قوله الظاهرة الجلية الدقيقة ظهورها ظاهر جدا لانها مخاطب بها كل احد ولا يمكن من ذی عقل فیخف من خالق ذی عقل ان یخاطب بشئ لا یفهمه المخاطب ولا یظهر علیه معناه وما لاجله خاطب فظهر ان الرموز الالٰهیة ظاهرة

ترجمہ اسیقدر وصف کا ذکر کرنا ممکن ہے اور اس سے زیادہ کا ذکر ممتنع اور محال اور ناممکن ہے یہاں ایک شک اور اعتراض ہے اور وہ یہ ہے کہ اگرچہ مخلوق اضافات اور سلوب کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی ماہیت کو نہیں جان سکتی. مگر اللہ جل جلالہ خود تو

بقیہ ترجمہ صفحہ ۲۳

۲۴

وکذلک خفاءها ودقتها ایضا لا یخفی علی المتنبه ویتنبه غیر المتنبه علی دقتها وخفاءها ان المدققین من العلماء صرفوا اعمارهم ووجهوا انظارهم ... والمسائل التی تدل علیها ... وان استنبطوا من كل منها ما عجز العقول



عالم بها فان هناك العقل والعاقل
والمعقول واحد فلماذا لم يذكر
تلك الهوية واقتصر على تلك اللوازم
فنقول ليس للمبدأ الاول
شيء من الهويات اصلاً

مولوی ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان

فَاِنَّهٗ وَحْدَةٌ مُجَرَّدَةٌ وَبَسَاطَةٌ مَحْضَةٌ

وَلَا كَثْرَةَ فِيْهِ وَلَا اثْنَيْنِيَّةَ هُنَاكَ

اَصْلًا فَتَعَقُّلُهٗ لِذَاتِهٖ لَيْسَ اَنَّهٗ يَعْقِلُ

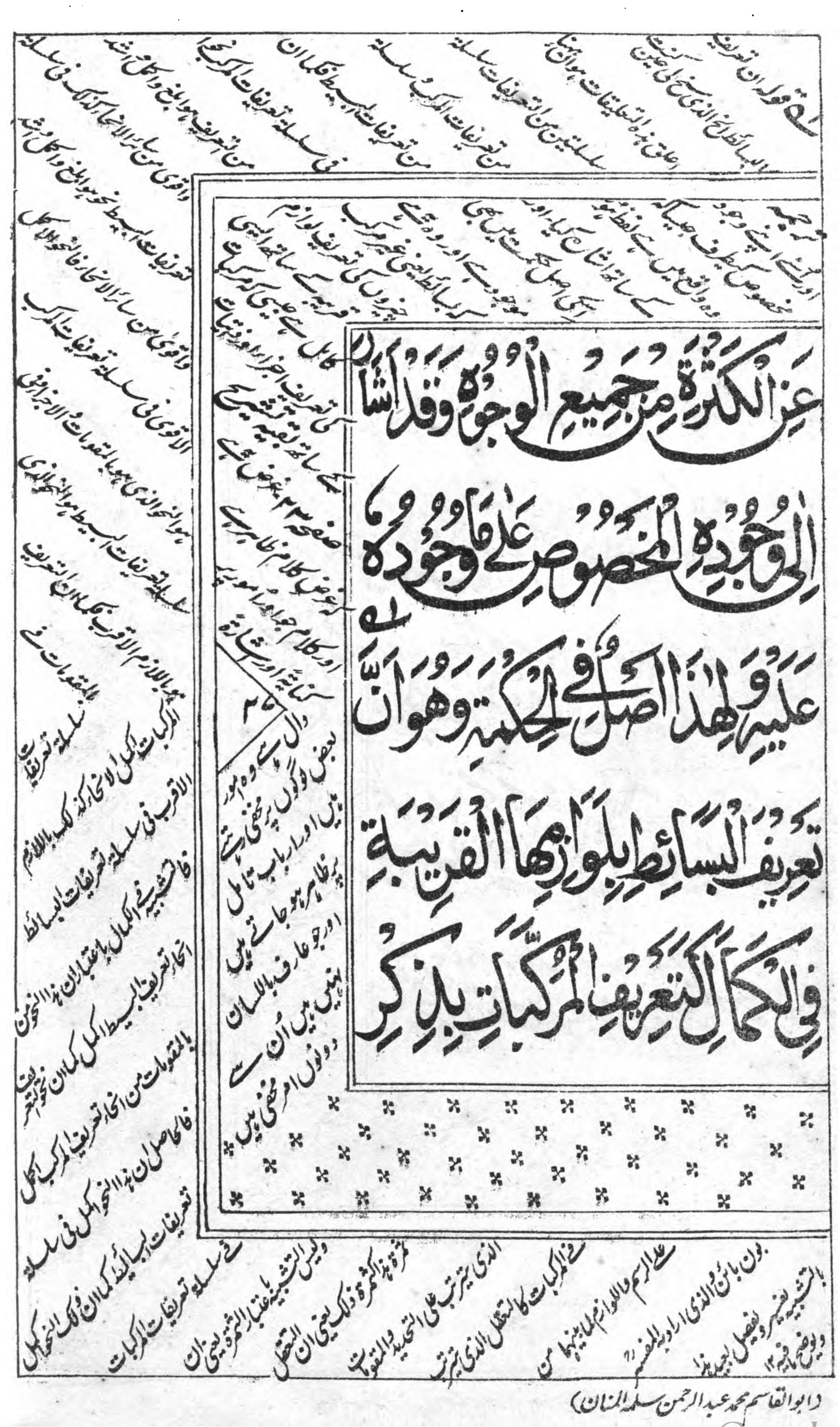
مِنْ ذَاتِهٖ مُقَوِّمَاتٍ بَلْ لَا يَعْقِلُ مِنْ ذَاتِهٖ

اِلَّا هُوِيَّةً مَحْضَةً صِرْفَةً مُنَزَّهَةً

ترجمہ
کیونکہ وہ محض وحدت اور صرف بساطت ہے اور اس میں ہرگز کثرت اور اثنینیت نہیں ہے پس اسکا اپنی ذات کو جاننا اس طرح نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات میں ذاتیات اور اجزا جانتا ہے بلکہ وہ اپنی ذات میں سے صرف ایسی ہویت کو جانتا ہے کہ جو ہر طرح سے کثرت سے پاک ہے

۱ قوله فانه وحدة مجردة وقال قبل هذا ليس للمبدأ الاول شئ من الهويات اصلا فنفى عنه الهوية وقال في ما قبل مرارا انه هوية مجردة فاثبت له الهوية فالذي حصل من مجموع الكلام ان ليس له تعالى هوية زائدة هي غيره بل الهوية هي عين وحدة مجردة ونفس بساطة محضة فارتفع التناقض وتطابق اول الكلام وآخره والظاهر ان يكون بدل قوله شئ من الهويات شئ من المقومات لانه يتسق الكلام حينئذ باوله وآخره ۱۲

۲ قوله فتعقله لذاته ...



عَنِ الْكَثْرَةِ مِنْ جَمِيعِ الْوُجُوهِ وَقَدْ أَشَارَ
إِلَى وُجُودِهِ الْمَخْصُوصِ عَلَى مَا وُجُودُهُ
عَلَيْهِ وَلِهٰذَا أَصْلٌ فِي الْحِكْمَةِ وَهُوَ أَنَّ
تَعْرِيفَ الْبَسَائِطِ بِلَوَازِمِهَا الْقَرِيبَةِ
فِي الْكَمَالِ كَتَعْرِيفِ الْمُرَكَّبَاتِ بِذِكْرِ

٢٦

دال ہے وہ امور بعض لوگوں پر مخفی ہیں اور ارباب تامل پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور جو عارف باللسان نہیں ہیں اُن سے دونوں امر مخفی ہیں

(ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمہ المنان)



ترجمہ ہماری تصنیفات میں سے کتاب الشفا میں ہے

مِنْ تَصَانِيفِي فِي كِتَابِ الشِّفَاءِ وَقَوْلُهُ

جَلَّ جَلَالُهُ أَحَدٌ مُبَالَغَةٌ فِي الْوَحْدَةِ

وَالْمُبَالَغَةُ التَّامَّةُ فِي الْوَحْدَةِ

لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا إِذَا كَانَتِ

الْوَاحِدِيَّةُ بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ أَنْ



يكون اشد ولا اكمل منها فان الواحد
مقول على ما تحته بالتشكيك فالذي
لا ينقسم بوجه اصلا اولى بالواحدية
مما ينقسم من بعض الوجوه والذي ينقسم
انقساما عقليا اولى بالواحدية

۳۱

ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان

بِمَا يَنْقَسِمُ بِالْفِعْلِ وَمَا لَهُ وَحْدَةٌ جَامِعَةٌ
أَوْلَى بِالْوَاحِدِيَّةِ بِمَا يَنْقَسِمُ بِالْفِعْلِ
وَلَيْسَ لَهُ وَحْدَةٌ جَامِعَةٌ بَلْ
وَحْدَتُهَا بِسَبَبِ الْانْتِسَابِ إِلَى مَبْدَءٍ كَمَا
يُقَالُ طِبِّيٌّ لِلْكِتَابِ وَالْمِبْضَعِ وَالدَّوَاءِ

ترجمہ اُس شی کی وحدت اور ایک ہونے سے بہتر ہے کہ جو بالفعل منقسم ہے اور جس شی کے لئے وحدت جامعہ ہے اُسکی وحدت اور اُس کا ایک ہونا اُن اشیاء کی وحدت اور ایک ہونے سے بہتر ہے کہ جنکے لئے وحدت جامعہ نہیں ہے۔ اور بالفعل منقسم ہیں بلکہ انکی وحدت صرف ایک مبدء کی طرف منسوب ہونے کے سبب سے ہے جیسے کتاب اور نشتر اور دوا کو طبی یعنی منسوب بطب کہتے ہیں ۳۲

قوله بما ينقسم بالفعل اي في الخارج ۱۲ ه
قوله بما ينقسم بالفعل وليس له وحدة جامعة اي وحدة حقيقية موحدة للكثرة مزيلة لها بل وحدة اضافية محضة بالاضافة الى الواحد بذاته القسم من الواحد ليس هو اصلا في نفسه لانه ليس في نفسه نحو من الاتحاد الوحدة الحقيقية بل واحد بحسب الاضافة ولا يخفى على من تامل ليس بالفعل الا بحسب ما بالشئ بالاضافة الى شئ ليس في نفسه وما ليس له وحدة اضافية ليس في نفسه شئ من الوحدة بل هو كثرة محضة ليس فيها وحدة لا اضافية ولا حقيقية كما ان ما لا ينقسم اصلا واحد محض ليس فيه شائبة كثرة فالحاصل ان الاقسام اربعة

قوله بسبب الانتساب الى مبدء ۱۲ قوله الانتساب الى الاشياء الكثيرة الى شئ ليس في نفسه وحدة جامعة بسبب الانتساب الى اصل واحد كما يقال الطبي للكتاب والمبضع والدواء لنسبتها الى الطب



وصحّی للغذاء والنبات واذا ثبت
ان الوحدة قابلة للاشد والاضعف
وان الواحد مقول علی ما تحته
بالتشکیک والاکمل فی الوحدة هو
الذی لا یمکن ان یکون شیء آخر

۳۳

تحقق ثابت انما الغرض التنبیه علی ان الشیخ
قائل مصرح بکون التشکیک فی العرض
والعرضی کلیهما فعلیک ان کنت من
من اہل التحقیق فالتحقیق وان کنت من
اہل التقلید فتقلید الشیخ دون غیرہ
ممن هم آخذون من آخذی
آخذنیہ ۱۲ ابو القاسم
محمد عبد الرحمن
سلمہ المنان

ف قوله والّا لم يكن في غاية المبالغة لان الذي وحدته اقوى منه يكون في الوحدة الخ

ف قوله فلا يكون احدا مطلقا الخ لان الواحد منه ما ليس فيه كثرة بوجه ومنه ما فيه كثرة بوجه والكل ١٢

وهذا التقسيم بعينه جار فيه باعتبار الامكان لان الواحد منه ما لا يمكن فيه كثرة بوجه ومنه ما يمكن فيه كثرة بوجه

ترجمہ اور اگر اس کی وحدت سے کسی کی وحدت کا قوی ہونا ممکن ہو تو اس کی وحدت میں کمال مبالغہ نہ ہوگا۔ اور وہ شئ واحد علی الاطلاق نہ ہوگی بلکہ بہ نسبت بعض اشیاء کے واحد ہوگی اور بہ نسبت بعض اشیاء کے واحد ہوگی تو قول جل جلالہ احد کے یہ معنی ہیں

أَقْوَىٰ مِنْهُ فِي الْوَحْدَةِ وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ

فِي غَايَةِ الْمُبَالَغَةِ فِي الْوَحْدَةِ فَلَا

يَكُونُ أَحَدًا مُطْلَقًا بَلْ يَكُونُ أَحَدًا

بِالْقِيَاسِ إِلَى شَيْءٍ دُونَ شَيْءٍ فَقَوْلُهُ

تَعَالَى أَحَدٌ دَلَّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

بقیہ تشریح صفحہ ۳۴

۳۴

مِنْ جَمِيعِ الْوُجُوهِ وَاَنَّهُ لَا كَثْرَةَ

هُنَاكَ اَصْلًا لَا كَثْرَةَ مَعْنَوِيَّةً

اَعْنِي كَثْرَةَ الْمُقَوِّمَاتِ مِنَ الْاَجْنَاسِ

وَالْفُصُولِ اَوْ كَثْرَةَ الْاَجْزَاءِ

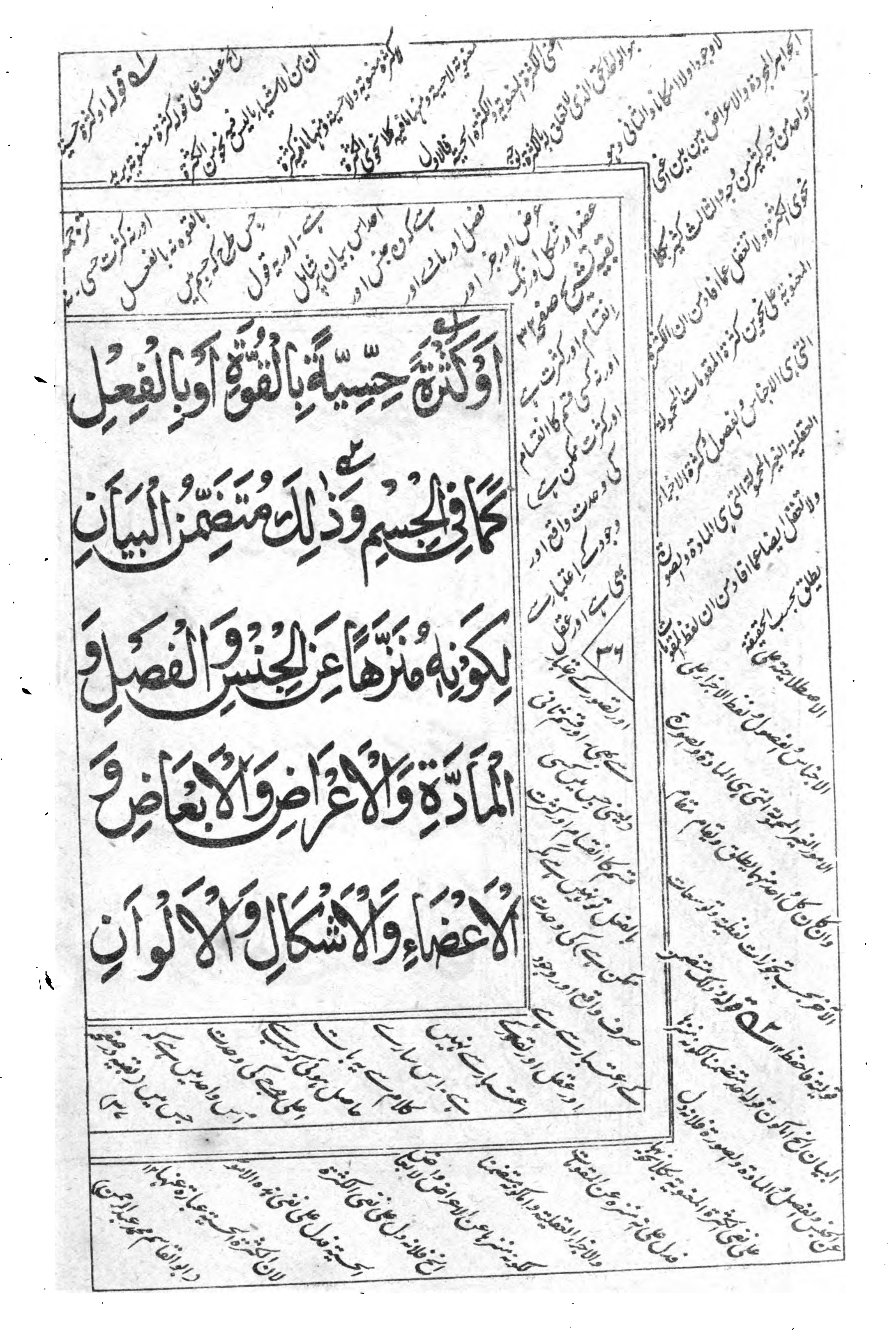
الْعَقْلِيَّةِ مِنَ الْمَادَّةِ وَالصُّوْرَةِ

یاد رکھنا چاہئے کہ جس واحد میں کسی قسم کا انقسام اور کثرت نہیں ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ واحد جس میں نہ کسی قسم کا انقسام اور کثرت ہے اور نہ کسی قسم کا انقسام اور کثرت ممکن ہے اور دوسرا وہ واحد جس میں کسی قسم کا انقسام اور کثرت بالفعل تو نہیں ہے لیکن ممکن ہے پہلی قسم (یعنی جس میں نہ

(بقیہ در صفحہ ۳۶)

بقیہ صفحہ ۳۴ والقسم الثانی منہ لیس بمطلق بل بالاضافۃ الی شیء دون شیء ...

حاشیہ صفحہ ۱ قولہ وانہ لا کثرۃ ہناک المقصود ان الواحد مشکک فیہ ما ہو اولی فی الوحدۃ ومنہ ما ہو غیرہ والواحد الذی فیہ وحدۃ من کل وجہ ولیس فیہ کثرۃ بوجہ ولا یمکن ان یکون فیہ کثرۃ بوجہ اولی مما عداہ ولفظ الاحد یدل علی الواحد الکامل البالغ فی الوحدۃ و لیس الواحد الکامل البالغ الا الواحد الذی وصفنا فدل قولہ احد علی انہ واحد من کل وجہ وثبت لہ کل وحدۃ ولیس فیہ کثرۃ بوجہ ولا امکان کثرۃ بوجہ فمحاصل ما دل علیہ لفظ احد ان کل وحدۃ ثابتۃ لہ وان کل کثرۃ مسلوب عنہ فہو الواحد الحقیقی الذی لا یتصور ما ہو ابلغ منہ ۱۲ ابو القاسم محمد عبد الرحمن



أَوْ كَثْرَةٍ حِسِّيَّةٍ بِالْقُوَّةِ أَوْ بِالْفِعْلِ

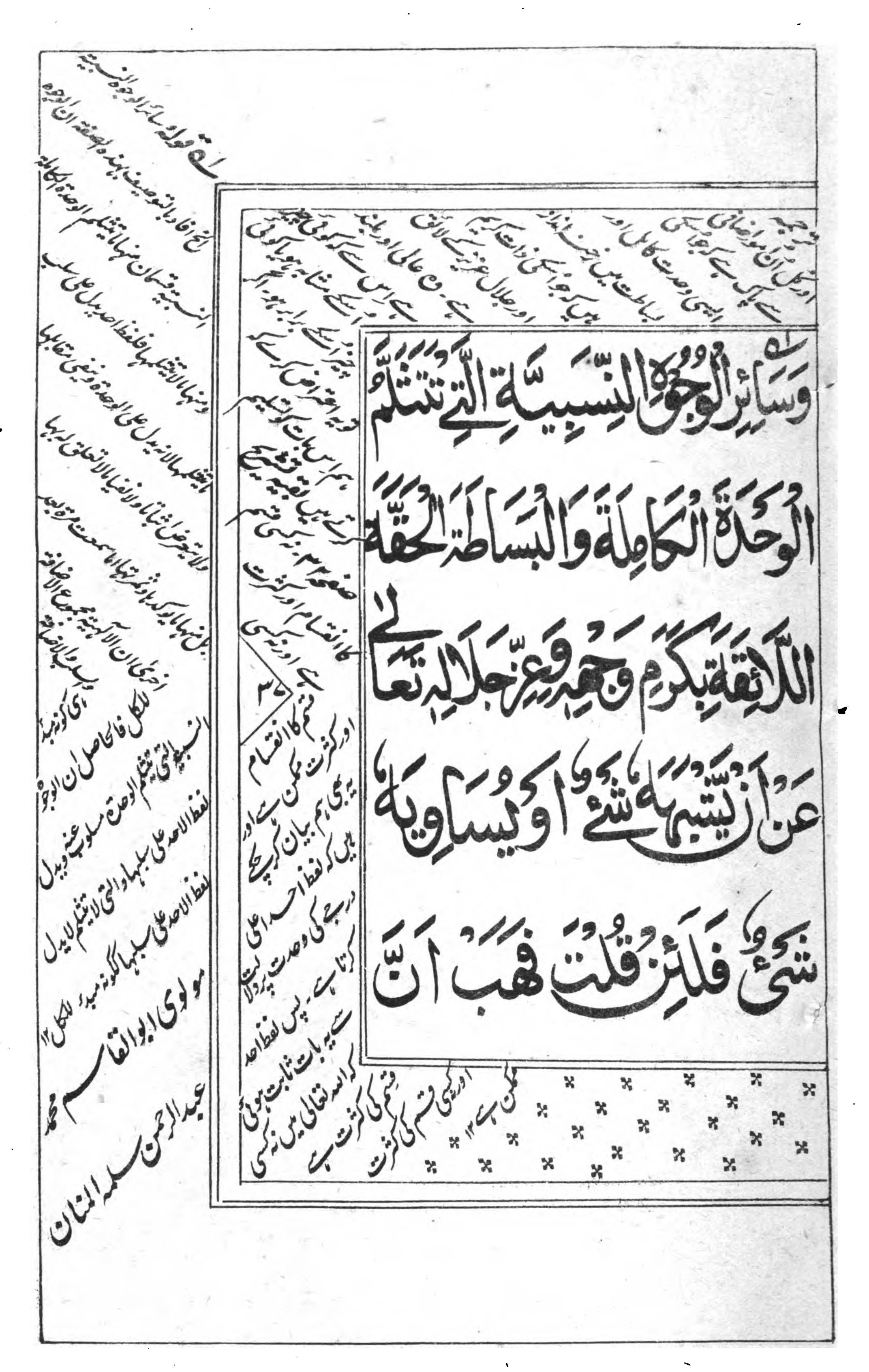
كَمَا فِي الْجِسْمِ وَذٰلِكَ مُتَضَمِّنُ الْبَيَانِ

لِكَوْنِهٖ مُنَزَّهًا عَنِ الْجِنْسِ وَالْفَصْلِ وَ

الْمَادَّةِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَبْعَاضِ وَ

الْأَعْضَاءِ وَالْأَشْكَالِ وَالْأَلْوَانِ

۳۶



وسائر الوجوه النسبية التي تثلم
الوحدة الكاملة والبساطة الحقة
اللائقة بكرم وجهه وعز جلاله تعالى
عن ان يشبهه شيء او يساويه
شيء فلئن قلت فهب ان

۳۷

قسم کا انقسام اور کثرت ممکن ہے اور یہ بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ لفظ احد اعلی درجے کی وحدت پر دلالت کرتا ہے۔ پس لفظ احد سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالی میں نہ کسی قسم کی کثرت ہے اور نہ کسی قسم کی کثرت ممکن ہے ۱۲

فالحاصل ان الوجوه النسبية التي تثلم الوحدة مسلوبة عنه ويدل لفظ الاحد على سلبها والتي لا تثلم لا يدل لفظ الاحد على سلبها لكونه مبدأ للكل ۱۲

مولوی ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان

دعاوی هذه المسائل مندرجة
تحت هذه اللفظة فاین البرهان
علیها فی هذه السورة فنقول
ان کل ما کانت هویته انما یحصل
من اجتماع اجزاء کانت هویته موقوفة

ترجمہ ان مسئلوں کے دعوے مندرج ہیں کہ اس لفظ میں لیکن اس سورت میں ان دعووں پر دلیل کہاں ہے؟ یعنی ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ لفظ ان مسائل پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس سورت میں ان مسئلوں کی دلیلیں بھی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس شئ کی ہویت اجزاء کے اجتماع سے حاصل ہوتی ہے اُس کی ہویت ان اجزاء پر موقوف ہوتی ہے

حاشیہ: قوله دعاوی هذه المسائل الخ حاصل السؤال انا سلمنا ان هذه المسائل اعنی ... لیس له المقومات من الاجناس والفصول ولیس له الاجزاء العقلیة من المادة والصورة ولیس له الابعاض والاعضاء ولیس له الاعراض ولیس له الاشکال ولیس له الالوان ولیس له سائر الوجوه النسبیة التی تنثلم الوحدة یدل علیها هذا اللفظ من هذه السورة اعنی قوله تعالی احد لکن ای دلیل فی هذه السورة یدل علیها ... قوله فنقول الخ حاصل الجواب ان قوله تعالی الصمد دلیل علی هذه المسائل کلها ...



عَلٰی حُصُوْلِ تِلْکَ الْاَجْزَاءِ فَلَا یَکُوْنُ
هُوَ هُوَ لِذَاتِهٖ بَلْ لِغَیْرِهٖ لٰکِنَّ الْمَبْدَءَ
الْاَوَّلَ هُوَ هُوَ لِذَاتِهٖ کَمَا دَلَّ عَلَیْهِ
قَوْلُهٗ تَعَالٰی هُوَ اللّٰهُ فَاِذَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ مِّنَ
الْاَجْزَاءِ هٰذَا مَا بَلَغَ فَهْمِیْ فِیْ هٰذِهٖ

٣ ام القرآن لفصلت ١٢ (ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان)

الآية والله تعالى محيط بأسرار كلامه

قوله جل جلاله الله الصمد الصمد له

في اللغة تفسيران احدهما الذي

لا جوف له والثاني السيد فعلى التفسير

الاول معناه سلبي وهو اشارة الى

ترجمہ اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے اسرار سے خوب واقف ہے۔ صمد کے عربی زبان میں دو معنی ہیں اول وہ چیز کہ جسکے جوف اور باطن نہو اور دوسرے سید یعنی سردار پہلے معنی کے اعتبار سے صمد کے معنی سلبی ہیں۔ اور نفی ماہیت کے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ تشریح۔ جوف اور باطن کے ایک معنی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ موجودات میں دو چیزیں ہیں ایک ماہیت اور دوسرے وجود۔ وجود ہر شخص پر ظاہر ہے اور ماہیت مخفی اور باطن ہے ... ظاہر ہوتی ہے ... مخفی ہوتی ہے ... باطن کا اطلاق ... کیا جاتا ہے ... حاصل یہ ہے کہ تفسیر اول کا ... ماہیت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے باطن نہیں

لہ قوله الصمد في اللغة الخ في القاموس الصمد ويقصد لانه يقصد والدائم والرفيع والمصمت والمكان المرتفع الغليظ ... والضرب والنصب ... لا جوف له والرجل لا يعطش ولا يجوع في الحرب والقوم لاحرفة لهم ... لا شيء يعيشون به انتهى وارجوان لا يوسوس في صدرك ان في القاموس وغيره من المعاني التي هي فوق اثنين ان قال المفسر من ان الصمد في اللغة تفسيران باطل مخالف لما عليه اهل اللغة لان المفسر ليس غرضه بيان المعاني اللغوية للصمد اثنان فحسب بل الغرض ان الصمد في قول ... الله الصمد تفسيران ... وقال الامام الرازي في تفسيره ... الاول انه فعل بمعنى مفعول ... والثاني ان الصمد هو الذي لا جوف له ... فعلى هذا التفسير الدال ... من اللغة ... المفسران لفظ الصمد ... في الاتمام ... والاتزال ... فاحتاج الى ارجاع المعاني اللغوية



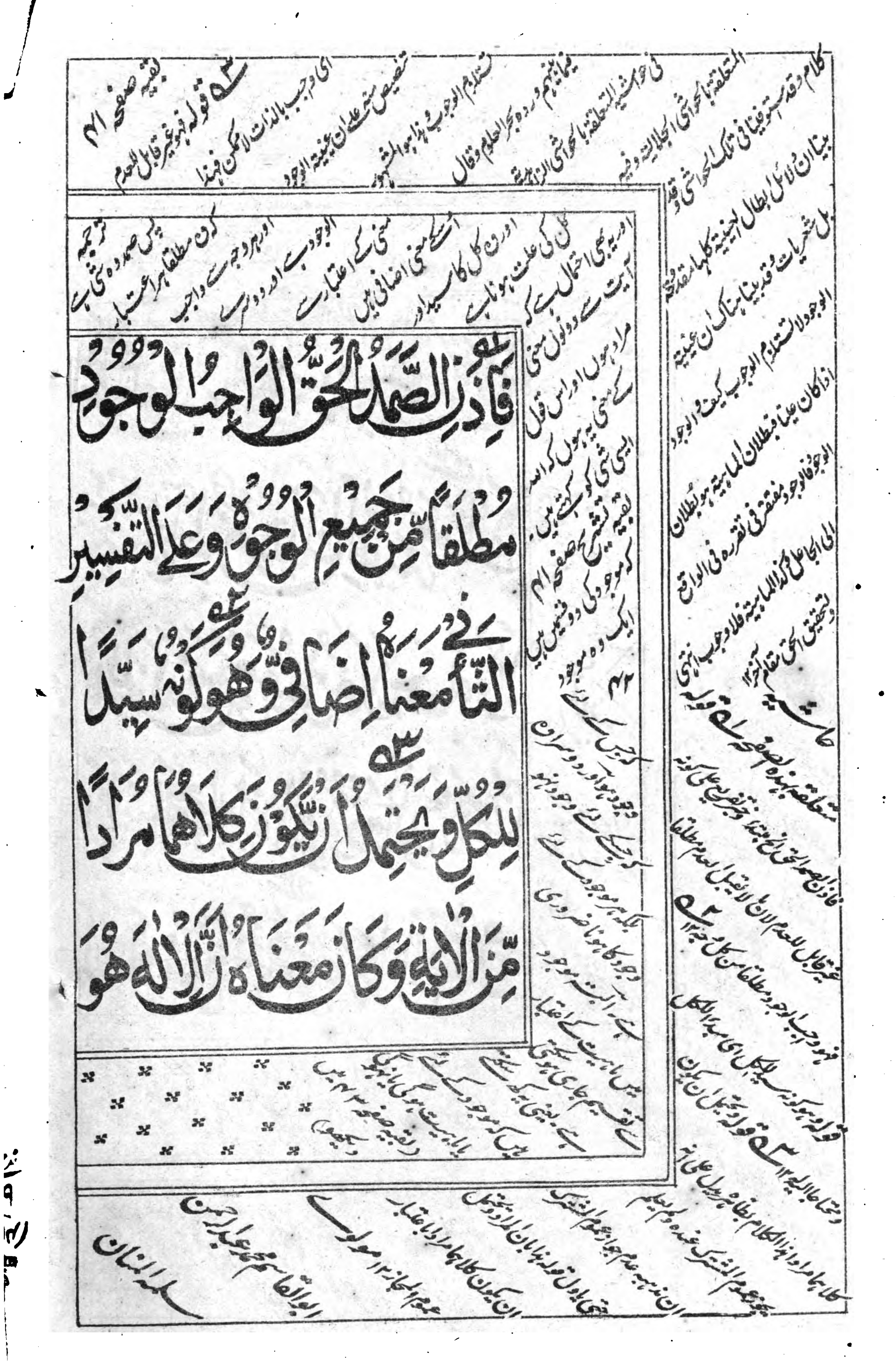
نفى الماهية فان كل ما له ماهية كان له

جوف وباطن هو تلك الماهية وما لا

باطن له وهو موجود فلا جهة ولا

اعتبار في ذاته الا الوجود والذى لا اعتبا

له الا الوجود فهو غير قابل للعدم

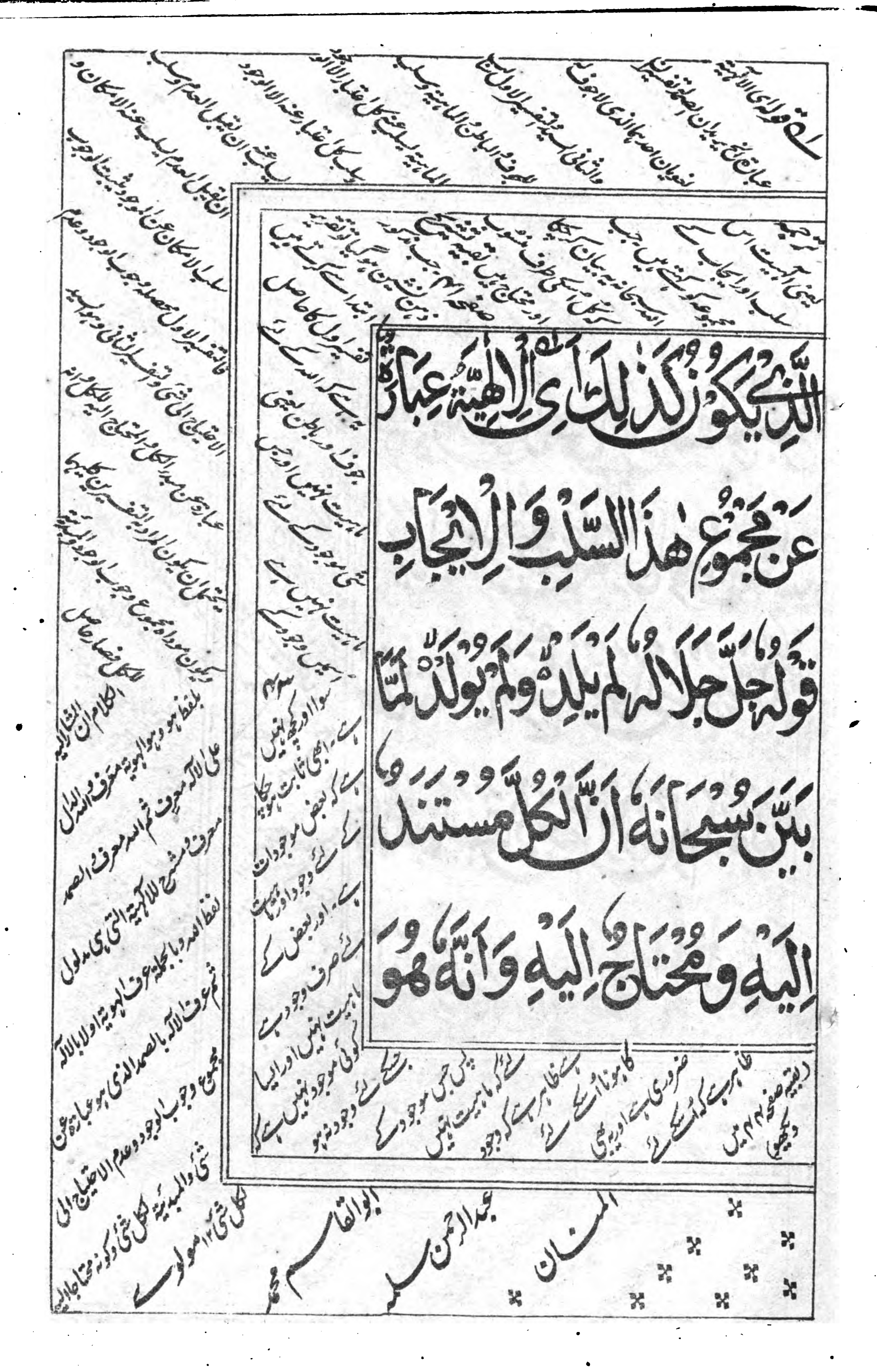


فاذن الصمد الحق الواجب الوجود
مطلقا من جميع الوجوه وعلى التفسير
الثاني معناه اضافي وهو كونه سيدا
للكل ويحتمل ان يكون كلاهما مرادا
من الاية وكان معناه ان الله هو

ترجمه

پس صمد وہ شی ہے کہ وہ مطلقا ہر اعتبار اور ہر وجہ سے واجب الوجود ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اسکے معنی اضافی ہیں اور وہ کل کا سید اور کل کی علت ہونا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آیت سے دونوں معنی مراد ہوں اور اس قول کے معنی یہ ہوں کہ اللہ ایسی شی کو کہتے ہیں کہ موجود کی دو قسمیں ہیں ایک وہ موجود

بقیہ تشریح صفحہ ۴۱



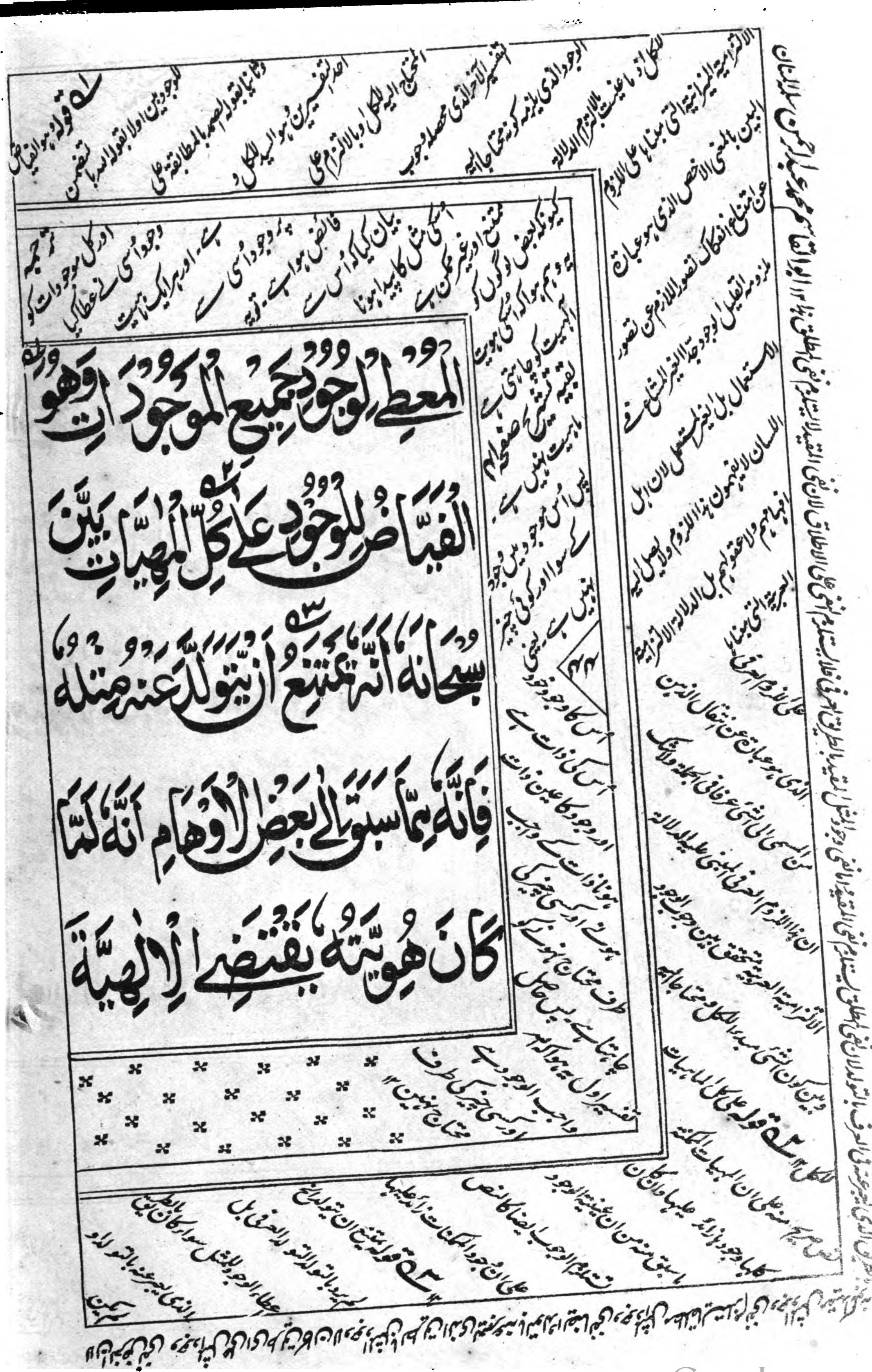
الذي يكون كذلك أي الالهية عبارة
عن مجموع هذا السلب والايجاب
قوله جل جلاله لم يلد ولم يولد لما
بين سبحانه ان الكل مستند
اليه ومحتاج اليه وانه هو

الكلام ان المشار اليه
بلفظ هو وهو الهوية معروف وهو المدلول
على لا الہ معروف ثم اسم معروف الصمد
معرف ومشرح للالہية التي هي مدلول
لفظ الله وبالجملة عرف الہوية اولا بالالہ
ثم عرف الالہ بالصمد الذي هو عبارة عن
مجموع وجوب الوجود وعدم الاحتياج الى
شئ والمبدئية لكل شئ وكونه محتاجا اليه
لكل شئ ۱۲ مولوی

سوا اور کچھ نہیں
ہے ابھی ثابت ہو چکا
ہے کہ بعض موجودات
کے لئے وجود اور ماہیت
ہے اور بعض کے
لئے صرف وجود ہے
ماہیت نہیں اور ایسا
کوئی موجود نہیں ہے کہ
جس کے لئے وجود نہ ہو

(بقیہ صفحہ ۴۴ میں دیکھو)

ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمہ المنان



وهو المعطي لوجود جميع الموجودات

الفياض للوجود على كل الماهيات بين

سبحانه انه يمتنع ان يتولد عنه مثله

فانه ربما سبق الى بعض الاوهام انه لما

كان هويته يقتضي الالهية

ترجمہ اور کل موجودات کو وجود اسی نے عطا کیا ہے۔ اور ہر ایک ماہیت پر وجود اسی سے فائض ہوا ہے۔ ترجمہ بیان کیا کہ اس سے اس کی مثل کا پیدا ہونا ممتنع اور غیر ممکن ہے کیونکہ بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ اس کی ہویت الٰہیت کو چاہتی ہے

بقیہ تشریح صفحہ ۴۷

ماہیت نہیں ہے۔ پس اس موجود میں وجود کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے یعنی اس کا وجود اس کی ذات ہے اور وجود کا عین ذات ہونا ذات واجب ہونے اور کسی چیز کی طرف محتاج نہ ہونے کو چاہتا ہے پس حاصل تفسیر اول یہ ہوا کہ وہ واجب الوجود ہے اور کسی چیز کی طرف محتاج نہیں ۱۲

التي معناها الافاضة على الكل وايجاد

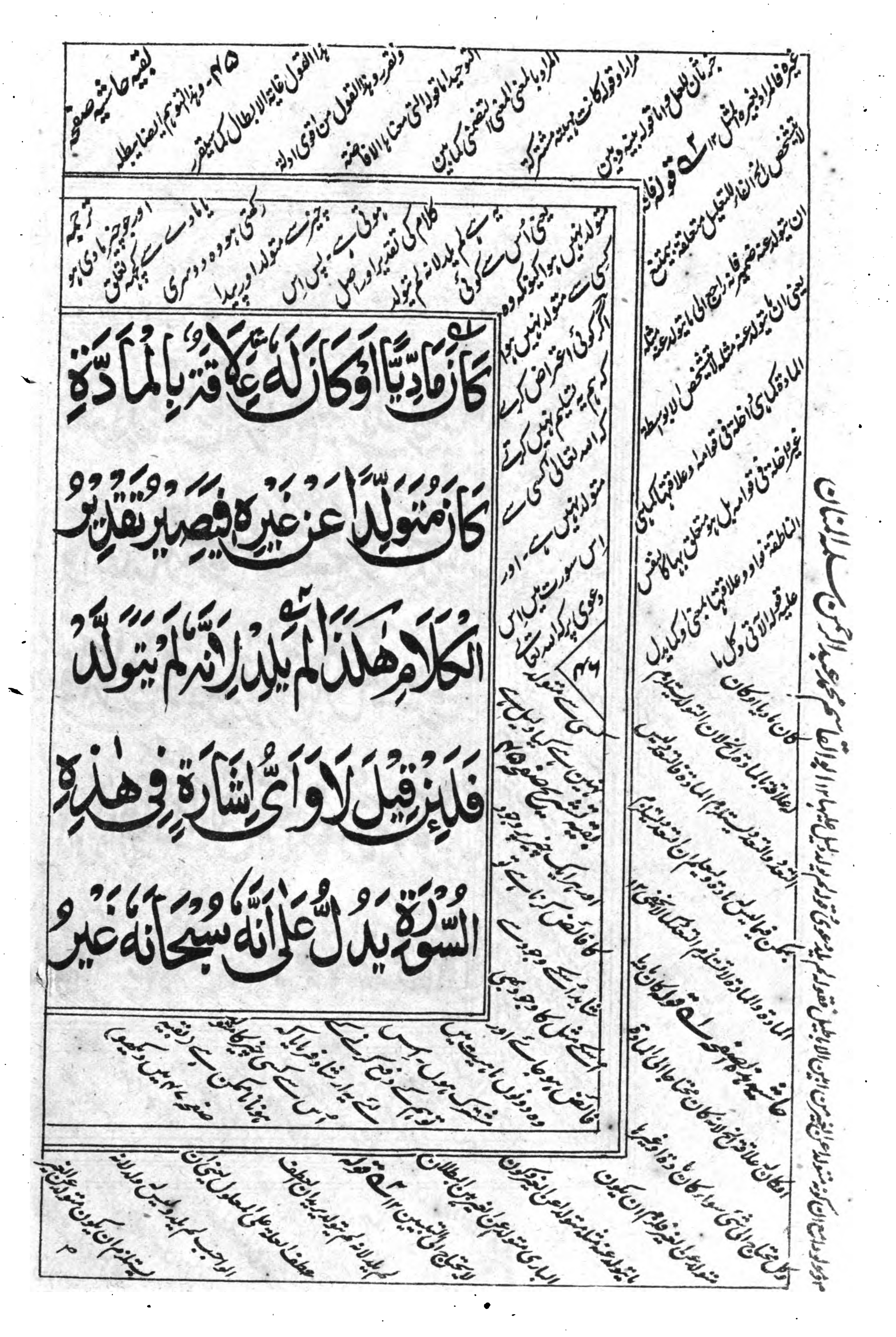
الكل فلعله يفيض عن وجوده وجود

مثله كانت ماهية مشتركة بينه وبين

غيره فانه لا يتشخص الا

بواسطة المادة وعلائقها وكل ما

م بالذات فهذا التوهم مبني على الانخلاع لكنه تعالى غمض عن فساده وازاله بالامر بديه عليه فتم ههنا توهم يقع العقل فيه قبل الخوض والتامل يدفعه خوصه

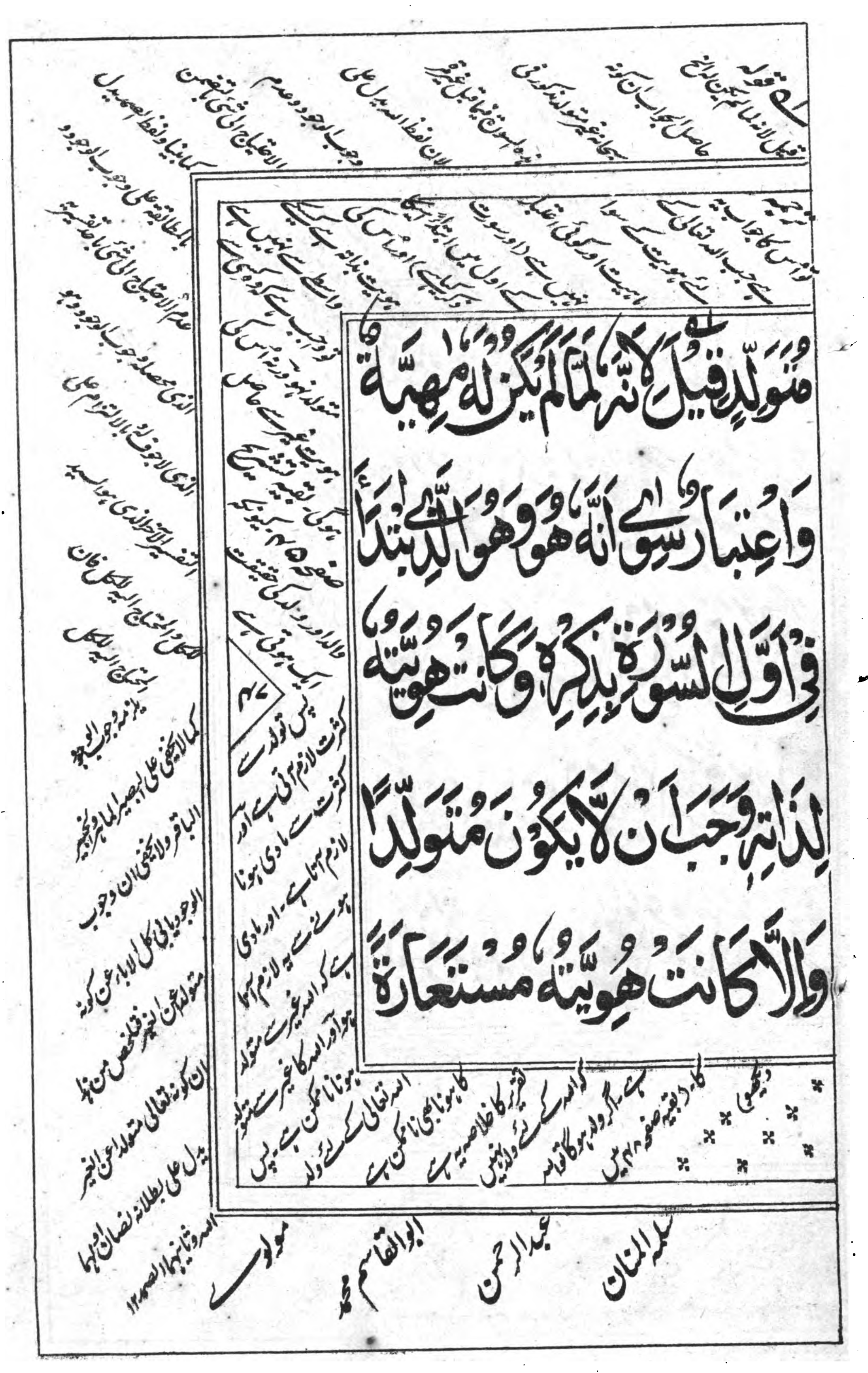


بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ - وہذا التوہم ایضا باطلہ ہذا القول غایۃ الابطال کما سیقرر وتقریرہ وہذا القول من اقوی ادلۃ التوحید ما قولہ التی سمعتہا الا فاضۃ المراد بالمعنی المعنی التضمنی کما بین مرارا وقولہ کانت ہیئۃ مشترکۃ جزء ثان للعام وما قولہ بینہ وبین غیرہ فالمراد بغیرہ المشخص ۱۲

ترجمہ اور جو چیز مادی ہو یا مادہ سے کچھ تعلق رکھتی ہو وہ دوسری چیز سے متولد اور پیدا ہوتی ہے پس اس کلام کی تقدیر اور اصل یہ ہے کہ لم یلد لانہ لم یتولد یعنی اس سے کوئی متولد نہیں ہوا کیونکہ وہ کسی سے متولد نہیں ہوا اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے متولد نہیں ہے۔ اور اس سورت میں اس دعویٰ پر کہ اللہ تعالیٰ

كَانَ مَادِيًّا أَوْ كَانَ لَهُ عَلَاقَةٌ بِالْمَادَّةِ
كَانَ مُتَوَلِّدًا عَنْ غَيْرِهِ فَيَصِيْرُ تَقْدِيْرُ
الْكَلَامِ هٰكَذَا لَمْ يَلِدْ لِأَنَّهُ لَمْ يَتَوَلَّدْ
فَلَئِنْ قِيْلَ لَا وَأَيُّ إِشَارَةٍ فِيْ هٰذِهِ
السُّوْرَةِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ سُبْحَانَهُ غَيْرُ

۲ قولہ فانہ لا یتشخص الخ الفاء للتعلیل متعلقۃ بیمتنع ان یتولد عنہ ضمیر فانہ راجع الی ما یتولد عنہ شئ یعنی ان ما یتولد عنہ شئ لا یتشخص الا بواسطۃ المادۃ کما ہی داخلۃ فی قوامہ وعلاقتہا کما ہی غیر داخلۃ فی قوامہ بل متعلق بہا کالنفس الناطقۃ ...



مُتَوَلِّدًا قِيلَ لِاَنَّهُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ لَهُ مَاهِيَّةٌ

وَاعْتِبَارٌ سِوَى اَنَّهُ هُوَ وَهُوَ الَّذِي ابْتَدَأَ

فِي اَوَّلِ السُّورَةِ بِذِكْرِهِ وَكَانَتْ هُوِيَّتُهُ

لِذَاتِهِ وَجَبَ اَنْ لَا يَكُونَ مُتَوَلِّدًا

وَاِلَّا كَانَتْ هُوِيَّتُهُ مُسْتَعَارَةً

قوله قيل لانه لما لم يكن الخ حاصل الجواب ان تولده يستلزم ... بالمطابقة على وجوب الوجود ... الذي حصله وجوب الوجود ... الكل واحتاج اليه الكل فان احتاج اليه الكل ... كما لا يخفى على البصير الماهر والخبير الباقر ولا يخفى ان وجوب الوجود باقي كل لا باء عن كونه متولدا عن الغير فتلخص من هذا ان كونه تعالى متولدا عن الغير يدل على بطلانه ... والله وتعالى اعلم ١٢

پس تولد سے کثرت لازم آتی ہے اور کثرت سے مادی ہونا لازم آتا ہے اور مادی ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ غیر سے متولد ہو اور اللہ کا غیر سے متولد ہونا نا ممکن ہے پس اللہ تعالی کے لیے ولد کا ہونا بھی نا ممکن ہے یہ تقریر کا خلاصہ ہے کہ اللہ کے لیے ولد نہیں ہے اگر ولد ہو گا تو ... کما دیکھو بقیہ صفحہ ۴۸ میں

٤٧

مولوی ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمہ المنان

من غيره فلا يكون هو هو لذاته

وعند هذا تنبيه على سر عظيم

وهو ان التهديد الوارد في القرآن

على القائلين بالولد والزوجة يعود

الى هذا السر وهو ان الولد هو ان

ترجمہ: بذاتہ اور بلا واسطہ ہو گی۔ اور یہاں ایک بڑے نکتہ پر تنبیہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن میں فرزند و زن کہنے والوں پر جو تہدید آئی ہے وہ اس بات کی طرف راجع ہے کہ ولد اس کو کہتے ہیں

بقیہ تشریح صفحہ ۴۴



ينفصل عن الشيء مثله فان ما يكون

مثلاً له لا يقال له ولد والولد انما

ينفصل ان لو تكثرت ماهيته النوعية

وذلك بسبب المادة كما بيّنا

وكل ما كان ماديًا لا يكون

٤٦

اور یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ مجموعہ مجموعہ سے جدا نہیں ہوا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ روح ولد کی روح والد کی روح سے جدا نہیں ہوئی ہے اور ولد کی روح والد کی روح کا جز نہیں ہے

اور عرف میں جو جزئیت مشہور و معروف ہے وہ اس اعتبار سے ہے کہ ولد کا جسم

(بقیہ صفحہ ۵۰ میں دیکھو)

ان لو الخ ان صلبة يعني ان كون الشيء والد الشيء يقتضي التماثل والتعدد والتعدد يقتضي كونه ذا مادة وكونه ذا مادة يقتضي كونه ذا احتياج الى المادة

ترجمہ اسکی ماہیت اور ہویت ایک نہیں ہوتی لیکن واجب الوجود کی ماہیت اور ہویت ایک ہے پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ کوئی اس سے متولد نہیں ہوسکتا اور نہ وہ کسی سے متولد ہوسکتا ہے

مِهِيَّتُهٗ هُوِيَّتُهٗ لٰكِنَّ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ مَهِيَّتُهٗ

هُوِيَّتُهٗ فَاِذَنْ لَّا يَتَوَلَّدُ عَنْهُ غَيْرُهٗ

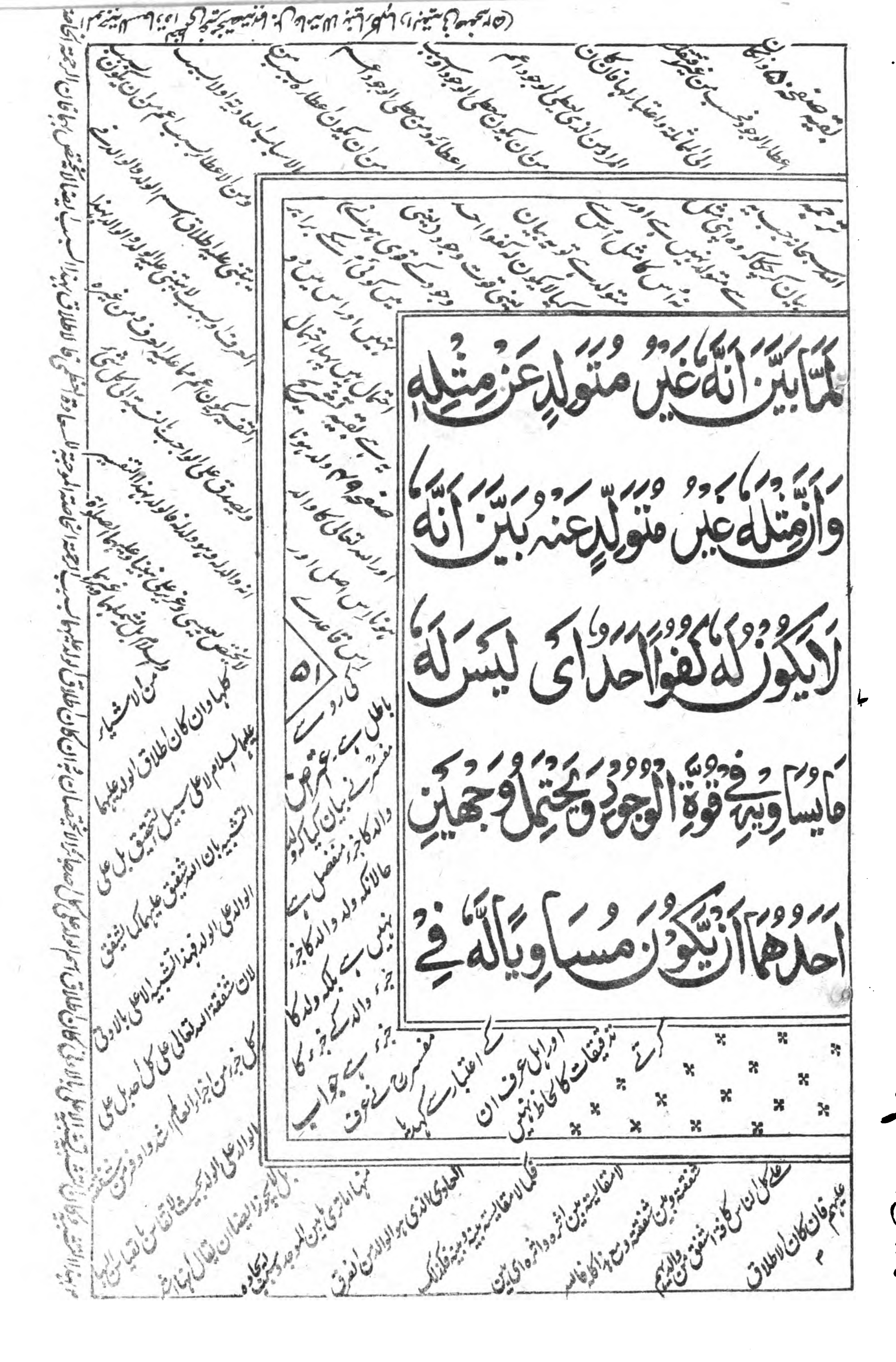
وَهُوَ غَيْرُ مُتَوَلِّدٍ عَنْ غَيْرِهٖ فَقَوْلُهٗ جَلَّ

جَلَالُهٗ وَعَزَّ شَانُهٗ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

بقیہ تشریح صفحہ ۴۹ اجزائے اصلیہ کے اعتبار سے والد کے جسم کا جزء ہے ہمارے اس بیان سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ولد اور والدین جسمانیت کے اعتبار سے ...

له قوله فاذن لا يتولد عنه غيره تفريع على ما ذكره قبل ...



لَمَّا بَيَّنَ أَنَّهُ غَيْرُ مُتَوَلِّدٍ عَنْ مِثْلِهِ
وَأَنَّ مِثْلَهُ غَيْرُ مُتَوَلِّدٍ عَنْهُ بَيَّنَ أَنَّهُ
لَا يَكُونُ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَيْ لَيْسَ لَهُ
مَا يُسَاوِيهِ فِي قُوَّةِ الْوُجُودِ وَيَحْتَمِلُ وَجْهَيْنِ
أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ مُسَاوِيًا لَهُ فِي

٥١

مهيته هويته لكن واجب الوجود مهيته

هويته فاذن لايتولد عنه غيره

وهو غير متولد عن غيره فقوله جل

جلاله وعز شانه ولا اله غيره

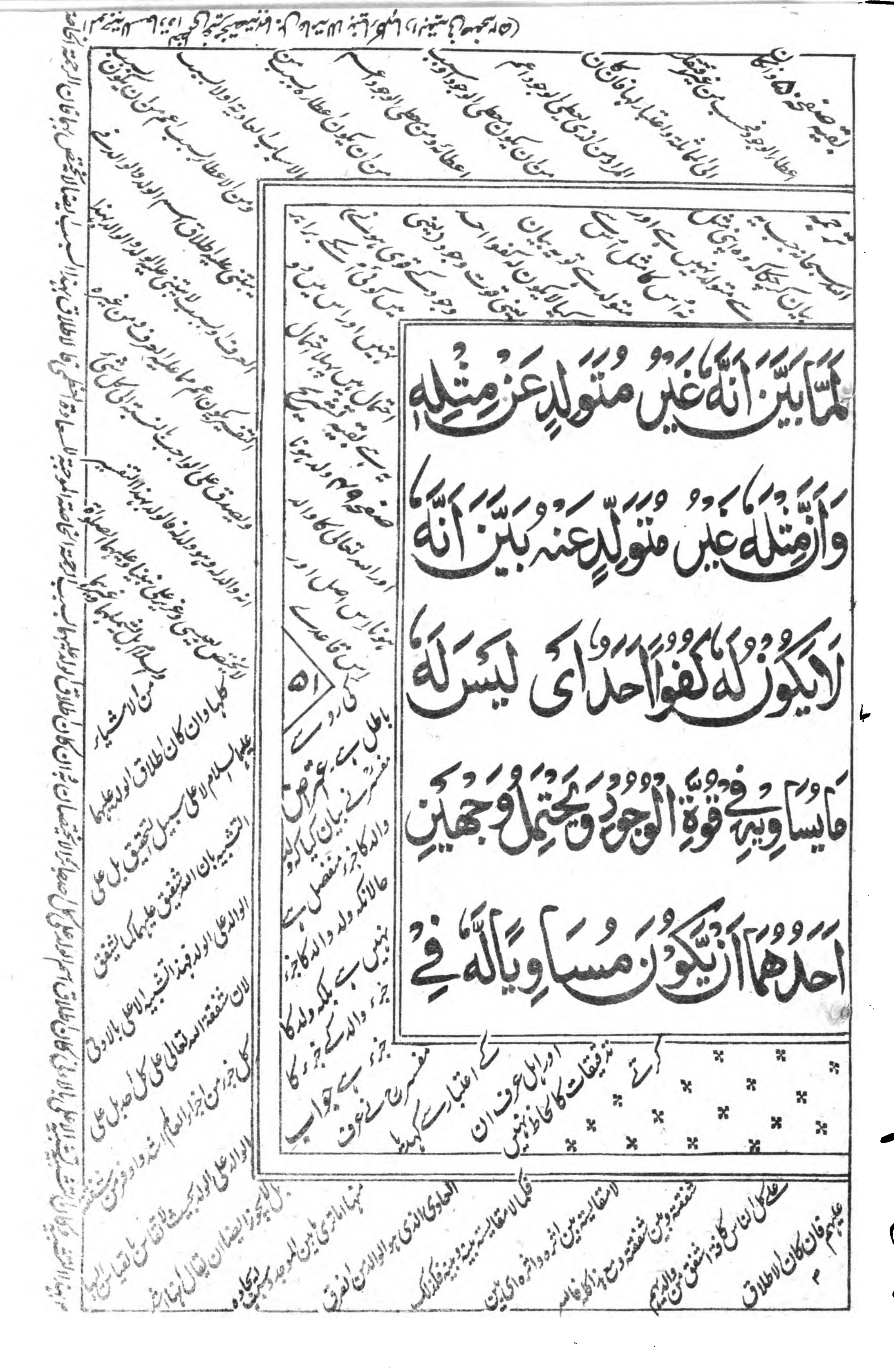
ولم يكن له كفوا احد

ترجمہ: اُسکی ماہیت اور ہویت ایک نہیں ہوتی لیکن واجب الوجود کی ماہیت اور ہویت ایک ہے پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ کوئی اُس سے متولد نہیں ہو سکتا اور نہ وہ کسی سے متولد ہو سکتا ہے

بقیہ تشریح صفحہ ۴۹

اجزائے اصلیہ کے اعتبار سے والد کے جسم کا جزو ہے ہمارے اِس بیان سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ولد اور والدین جسمانیت

ل قولہ فاذن لایتولد عنہ الخ ہذا التفریع علی ما ذکرہ قبل وبین لا بد علینا ان ننظر فی ہذہ المسئلۃ نظرا ما فنقول لتولد ما ہو ان کان اعطاء الوجود والمماثلۃ بین معطی الوجود والمعطی لہ الوجود فقد عرفت ان التماثل یوجب التعدد والتعدد کونہ ذا مادۃ وکونہ ذا مادۃ کونہ ذا احتیاج وکونہ ذا قوۃ وکونہ ذا احتیاج وذا قوۃ یستلزم الامکان



لما بين انه غير متولد عن مثله
وان مثله غير متولد عنه بين انه
لا يكون له كفوا احد اى ليس له
ما يساويه فى قوة الوجود ويحتمل وجهين
احدهما ان يكون مساويا له فى

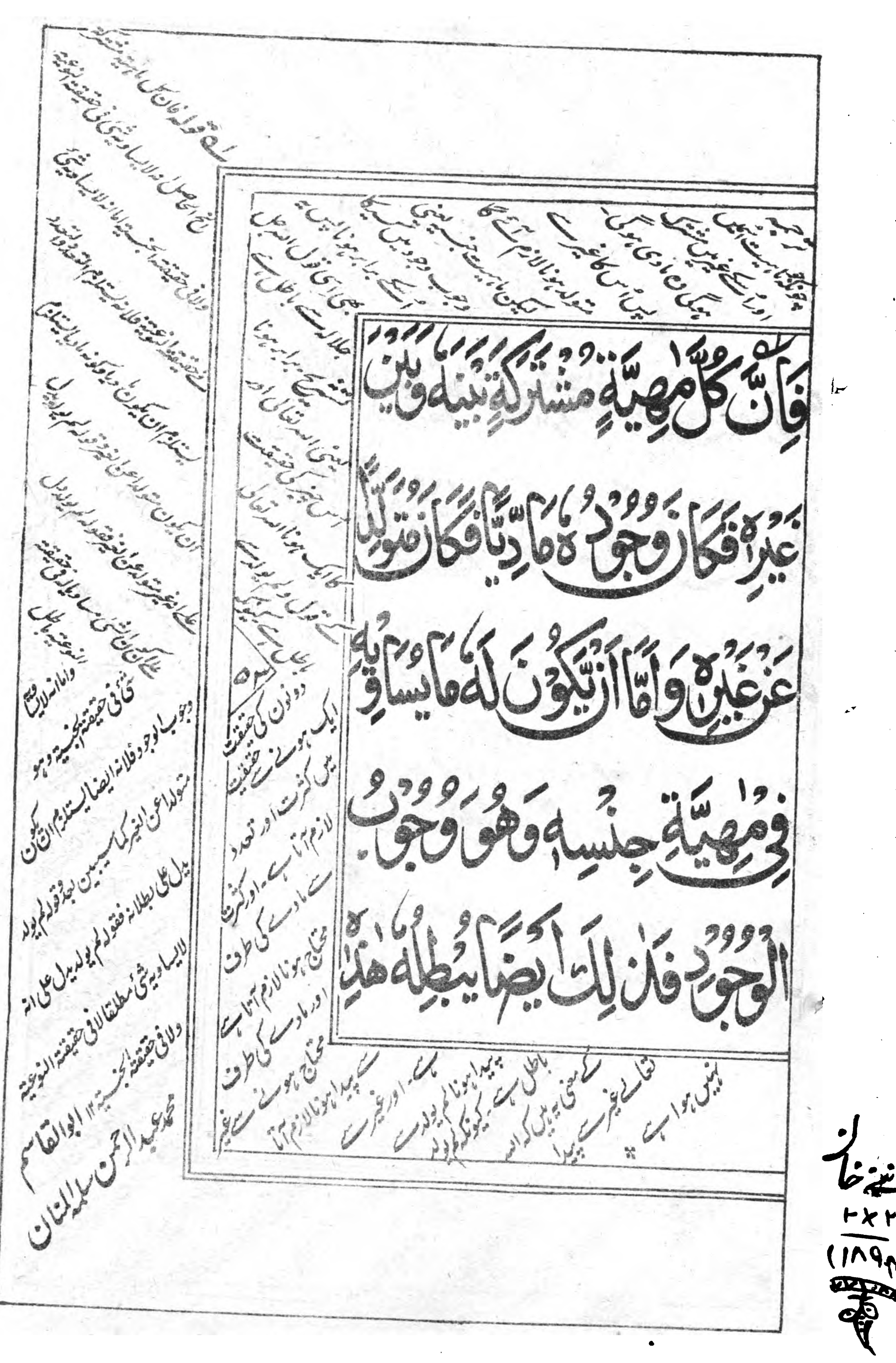
باطل ہے۔ عرض مفسر نے بیان کیا کہ ولد والد کا جزء منفصل ہے حالانکہ ولد والد کا جزء نہیں ہے بلکہ ولد کا جزء والد کے جزء کا جزء ہے جواب مفسر رح نے عرف کے اعتبار سے کہدیا اور اہل عرف ان تدقیقات کا لحاظ نہیں کرتے

المهية النوعية والثاني ان لا يساويه
في المهية النوعية ولكن يساويه
في وجوب الوجود فاما ان يكون له
ما يساويه في مهيته النوعية
فذلك يبطله قوله تعالى ولم يولد

ترجمہ کہ ماہیت نوعیہ میں کوئی اُس کے برابر ہو۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ماہیت نوعیہ میں تو کوئی اُس کے برابر نہ ہو لیکن وجوب وجود میں برابر ہو۔ لیکن ماہیت نوعیہ میں کسی کا اُس کے برابر ہونا قولہ تعالیٰ ولم یولد سے باطل ہے

تشریح حاصل یہ ہے کہ برابر ہونے میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی چیز حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اور اس چیز کی حقیقت ایک ہو۔ دوسرا یہ کہ حقیقت میں تو برابر نہ ہو یعنی حقیقت تو دونوں کی ایک نہ ہو لیکن وجوب الوجود میں برابر ہو۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اسی طرح وہ چیز

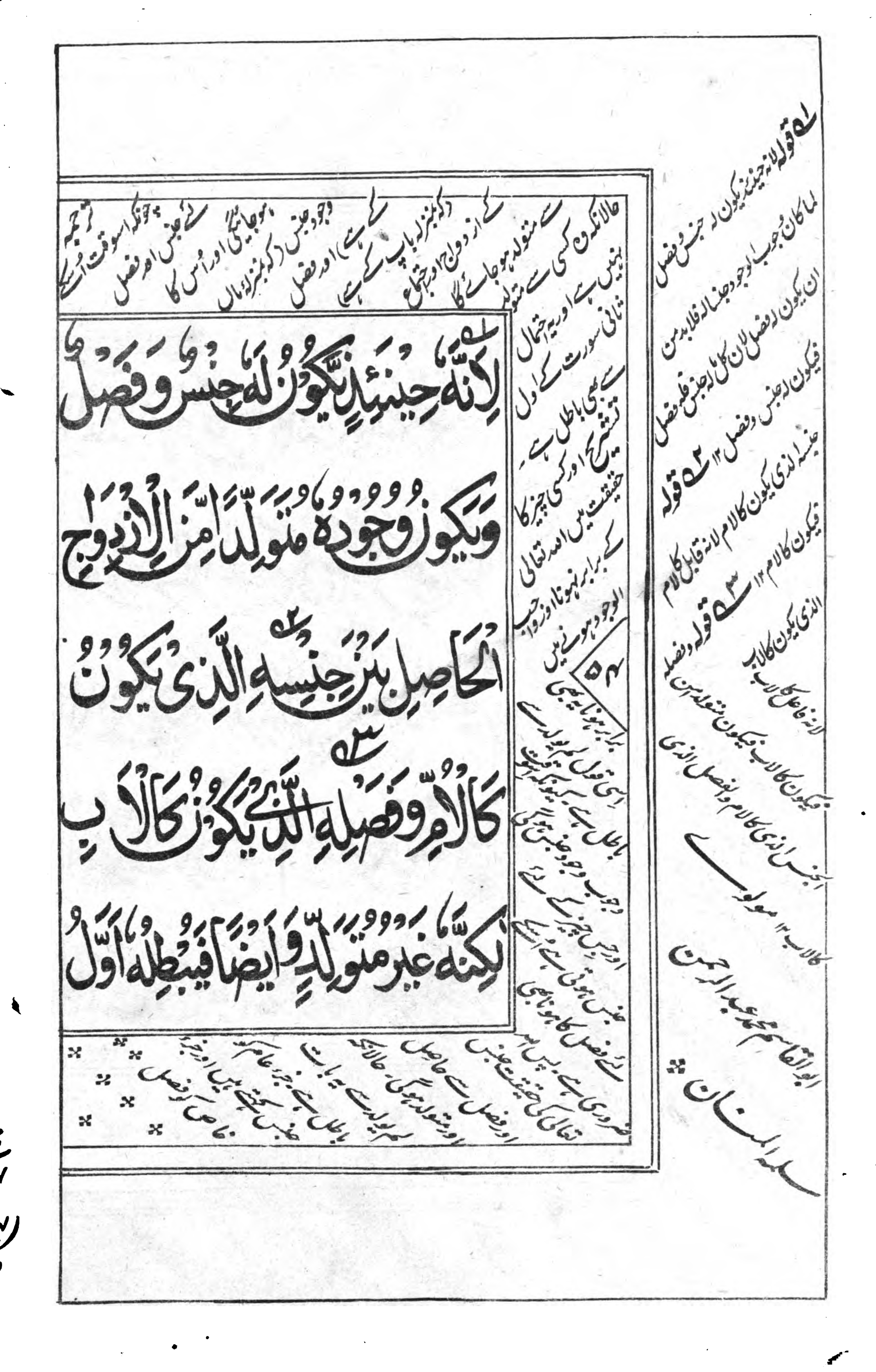
بقیہ صفحہ ٥٥ وان كان اطلاق اسم الولد على عيسى على نبينا وعليه الصلاة والسلام باعتبار انه لم يكن له اب فالتاثير الذي لفيضه الله تعالى في عطاء الوجود والسبب العادي الذي هو الاب فاقد في عطاء وجود عيسى على نبينا وعليه السلام بدون ذلك السبب العادي فالاطلاق بهذا السبب على آدم عليه السلام اولى فان عطاء الوجود عليه ايضا بلا ذلك السبب العادي بل بدون السبب العادي الآخر الذي هو الام ففي عيسى السبب الواحد مفقود والآخر موجود وفي آدم كلاهما مفقود بل اطلاق الولد على حواء عليها السلام ايضا اولى من اطلاقه على عيسى عليه السلام لان الطريق المعهود في



فَاِنَّ كُلَّ مَهِيَّةٍ مُشْتَرَكَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
غَيْرِهٖ فَكَانَ وُجُوْدُهٗ مَادِيًّا فَكَانَ مُتَوَلِّدًا
عَنْ غَيْرِهٖ وَاَمَّا اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مَا يُسَاوِيْهِ
فِيْ مَهِيَّةِ جِنْسِهٖ وَهُوَ وُجُوْبُ
الْوُجُوْدِ فَذٰلِكَ اَيْضًا يُبْطِلُهٗ هٰذَا

دونوں کی حقیقت ایک ہونے سے حقیقت میں کثرت اور تعدد لازم آتا ہے اور کثرت سے مادے کی طرف محتاج ہونا لازم آتا ہے اور مادے کی طرف محتاج ہونے سے غیر سے پیدا ہونا لازم آتا ہے اور غیر سے پیدا ہونا لم یولد سے باطل ہے کیونکہ لم یولد کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالے غیر سے پیدا نہیں ہوا ہے

واما ان لا يساويه شيء في حقيقة الجنسية وهو وجوب الوجود فلانه ايضا يستلزم ان يكون متولدا عن الغير كما سيتبين بعد قوله لم يولد يدل على بطلانه فقوله لم يولد يدل على انه لا يساويه شيء مطلقا لا في حقيقة النوعية ولا في حقيقة الجنسية ١٢ ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان



ترجمہ: کیونکہ اس وقت اس کے لئے جنس اور فصل ہو جائیگی اور اس کا وجود جنس (کہ بمنزلہ ماں کے ہے) اور فصل (کہ بمنزلہ باپ کے ہے) کے ازدواج اور اجتماع سے متولد ہو جائے گا حالانکہ وہ کسی سے متولد نہیں ہے اور یہ احتمال ثانی صورت کے اول سے بھی باطل ہے

لانه حينئذ يكون له جنس وفصل

ويكون وجوده متولدا من الازدواج

الحاصل بين جنسه الذي يكون

كالام وفصله الذي يكون كالاب

لكنه غير متولد وايضا فيبطله اول

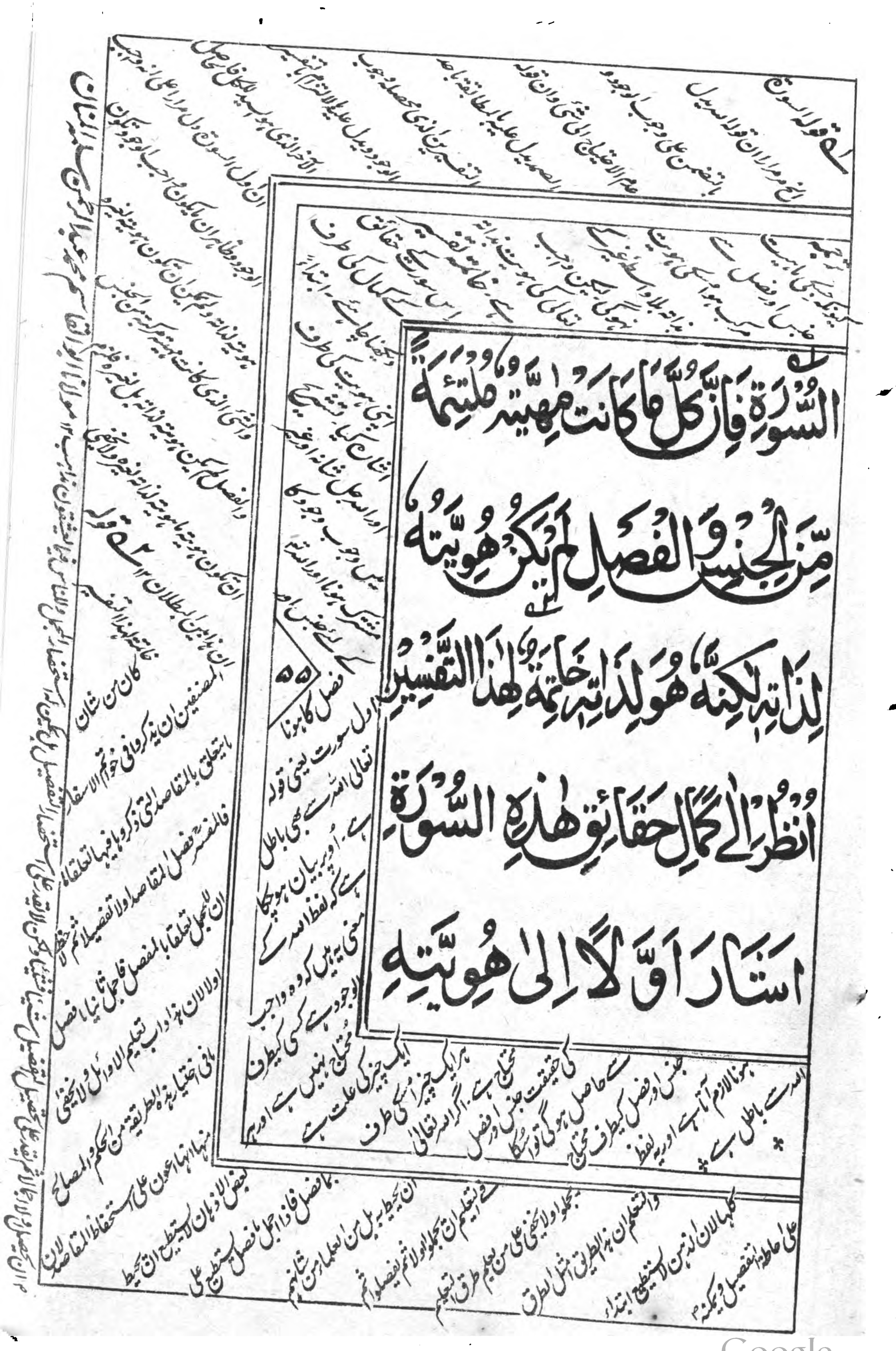
۱ قوله لانه حينئذ يكون له جنس وفصل لما كان موجبا لوجوده جنسا له فلابد من ان يكون له فصل لان كل ما له جنس فله فصل فيكون له جنس وفصل ۱۲

۲ قوله جنسه الذي يكون كالام لانه قابل كالام فيكون كالام ۱۲

۳ قوله وفصله الذي يكون كالاب لانه فاعل كالاب فيكون كالاب ۱۲

ابو القاسم محمد عبد الرحمن

سلم السلطان



السُّوْرَةِ فَاِنَّ كُلَّ مَا كَانَتْ مَهِيَّتُهٗ مُلْتَئِمَةً

مِّنَ الْجِنْسِ وَالْفَصْلِ لَمْ يَكُنْ هُوِيَّتُهٗ

لِذَاتِهٖ لٰكِنَّهٗ هُوَ لِذَاتِهٖ خَاتِمَةٌ لِهٰذَا التَّفْسِيْرِ

اُنْظُرْ اِلٰى كَمَالِ حَقَائِقِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ

اِسْتَارَ اَوَّلًا اِلٰى هُوِيَّتِهٖ

۵۵

فصل کا ہونا اول سورت یعنی قولہ تعالی اللہ سے بھی باطل ہے، اوپر بیان ہو چکا ہے کہ لفظ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ واجب الوجود ہے کسی کی طرف محتاج نہیں ہے اور یہ ایک چیز کی علت ہے ہر ایک چیز اُسکی طرف محتاج ہے۔ اگر اللہ تعالی کی حقیقت جنس اور فصل سے حاصل ہوگی تو اُسکا جنس اور فصل کیطرف محتاج ہونا لازم آتا ہے اور یہ لفظ اللہ سے باطل ہے *

کان من شان المصنفین ان یذکروا فی خواتیم الاسفار ما یتعلق بالمقاصد التی ذکروا فیها اتعلقاته فالمفسر فصل المقاصد اولا تفصیلا ثم ان المجمل لتعلقه بالمفصل فاجمل ثانیا فصل اولا لان هذا دأب تعلیم الاوائل ولا یخفی ما فی اختیار هذه الطریقة من الحکم والمصالح منها انها عون علی استحفاظ المقاصد لان لبعض الاذهان لا یستطیع ان یحیط بما فصل فاذا اجمل ما فصل یستطیع علی ان یحیط به بل من العلماء من شانهم لتعلیم المتعلم ان یجملوا اولا ثم یفصلوا ثم مجملا ولا یخفی علی من یعلم طرق التعلیم والمتعلم ان هذه الطریق اسهل الطرق کلها لان الذهن لا یستطیع ابتداء علی حافظة التفصیل وحکمته م

ترجمہ کہ جسکے لئے کوئی اسم اور نام نہیں ہے اور جس کو اسکے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہے اسکے بعد پھر الہیت کا ذکر کیا کہ وہ اس حقیقت کے لوازم میں سے سب سے زیادہ قریب اور تعریف میں سب سے زیادہ شدید اور قوی ہے جیسا کہ ہم اسے بیان کر چکے ہیں اسکے بعد پھر دو فائدوں کے لئے احدیت کا ذکر کیا پہلا فائدہ

المحضة التي لا اسم لها الا انه هو ثم
عقبه بذكر الالهية التي اقرب
اللوازم لتلك الحقيقة واشدها
تعريفا كما بيناه ثم عقبه بذكر
الاحدية لفائدتين الاولى لئلا يقال



مولوی ابوالقاسم محمد عبدالرحمن صاحب النانی



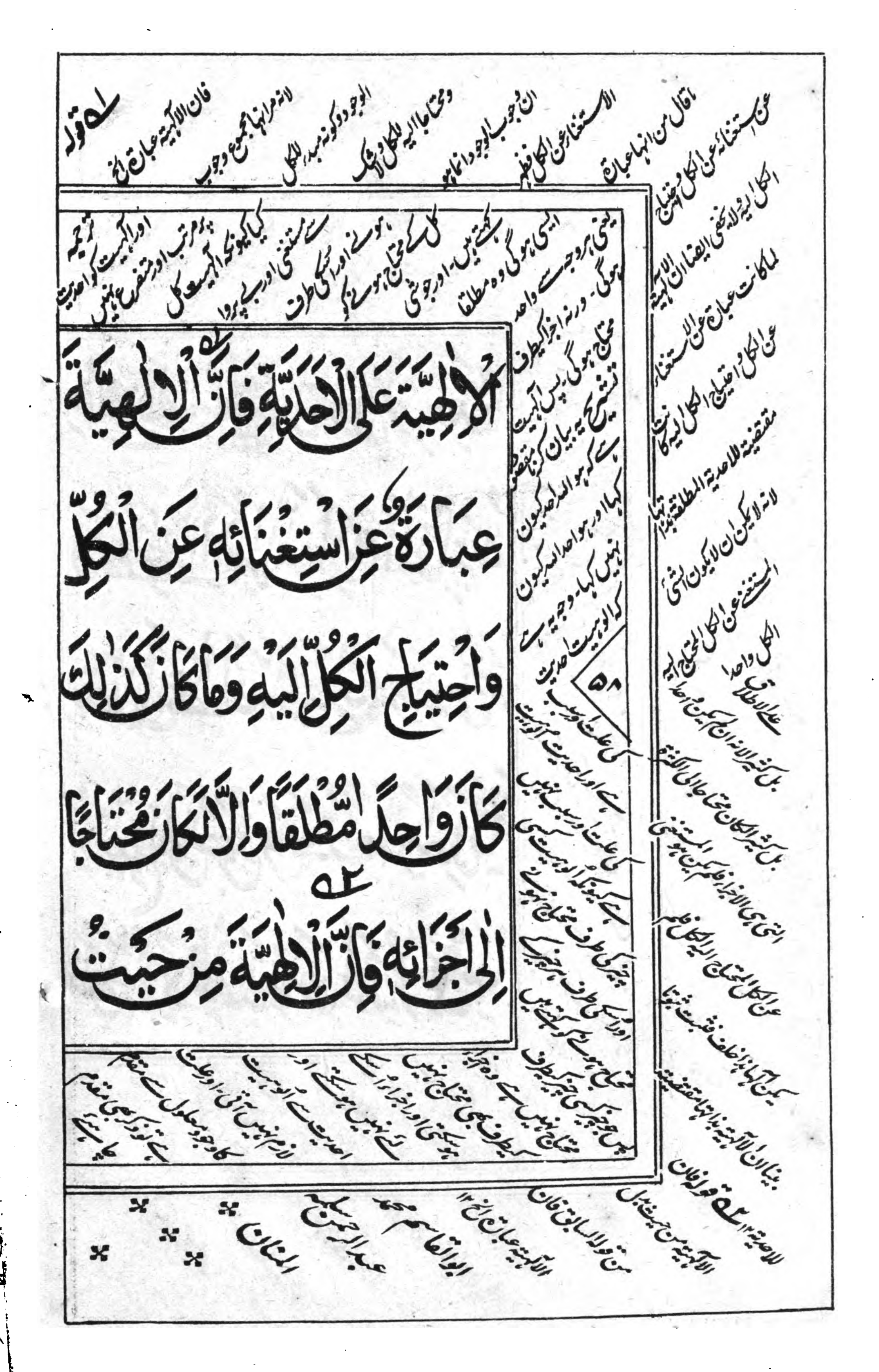
إنّه ترك التعريف الكامل بذكر المقوّمات

وعدل إلى ذكر اللوازم الثانية

ليدلّ على أنّه في ذاته واحد من

جميع الوجوه ورتّب الأحديّة

على الإلهيّة ولم يرتّب



۵۱ قوله فان الالهية عبارة الخ لانه مراد بها مجموع وجوب الوجود وكونه مبدأ للكل ومحتاجا اليه للكل ولا شك ان وجوب الوجود انما هو الاستغناء عن الكل فقط

الالهية على الاحدية فان الالهية

عبارة عن استغنائه عن الكل

واحتياج الكل اليه وما كان كذلك

كان واحدا مطلقا والا لكان محتاجا

۵۲

الى اجزائه فان الالهية من حيث

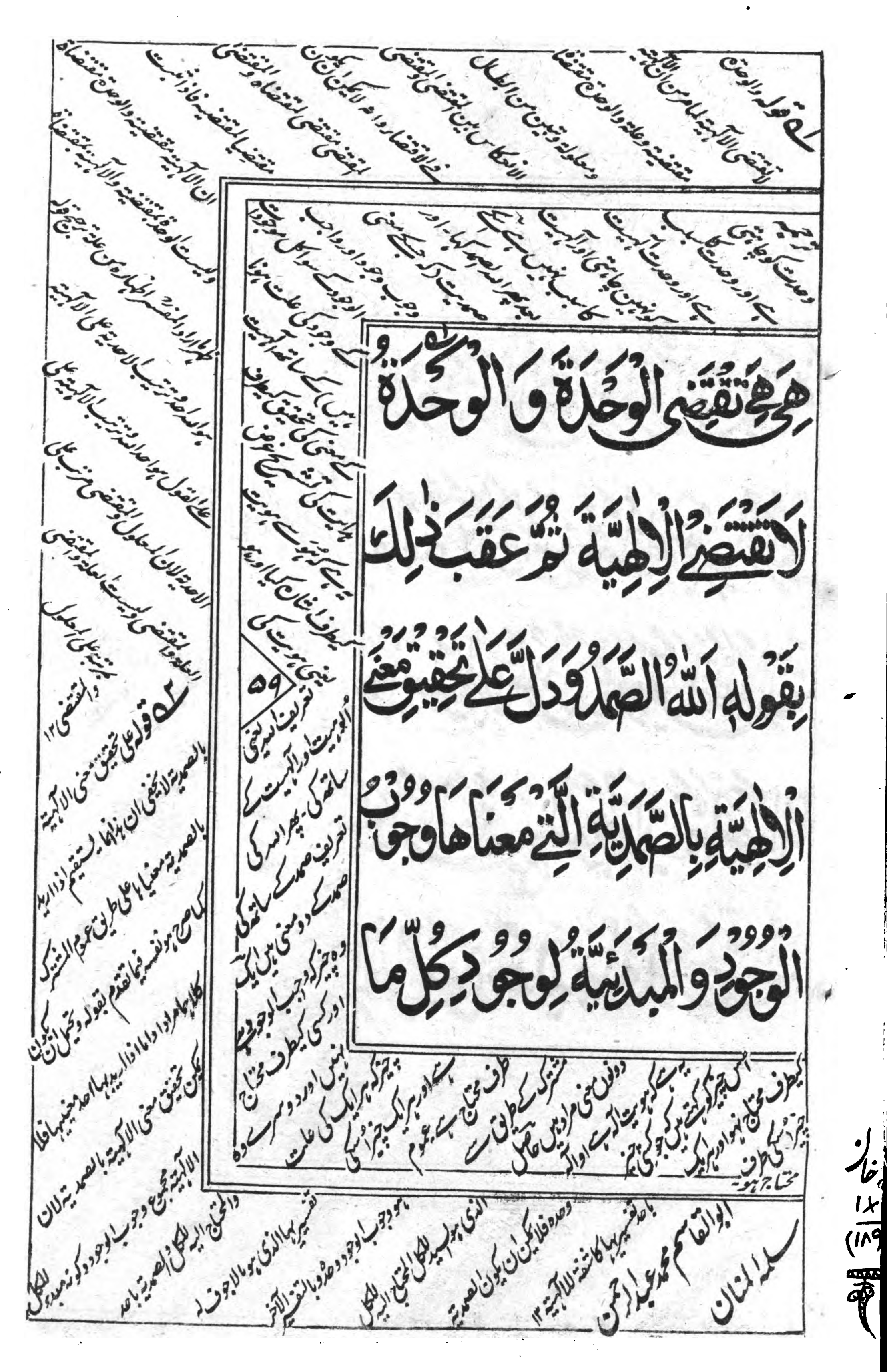
ترجمہ اور الٰہیت کو احدیت پر مرتب اور متفرع کیا ہیں کیونکہ الٰہیت کل سے مستغنی اور بے پروا ہونے اور سب کی طرف کل کے محتاج ہونے کو کہتے ہیں۔ اور جو شی ایسی ہو گی وہ مطلقا یعنی ہر وجہ سے واحد ہو گی۔ ورنہ اجزا کی طرف محتاج ہو گی۔ پس الٰہیت

تشریح یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ہو الاحد کیوں کہا اور ہو واحد کیوں نہیں کہا۔ وجہ یہ ہے کہ الوہیت احدیت

اہ قال من انها عبارة عن استغنائه عن الكل واحتياج الكل اليه لانه لا يخفى ان الالهية لما كانت عبارة عن الاستغناء عن الكل واحتياج الكل اليه كانت مقتضية للاحدية المطلقة بداهة لانه لا يمكن ان لا يكون الشيء المستغني عن الكل المحتاج اليه الكل واحدا

۵۲ قوله فان الالهية من حيث الخ ای الالهية من حيث هی من قول السابق فان الالهية عبارة الخ ۱۲

ابو القاسم محمد عبد الرحمن سلمه المنان



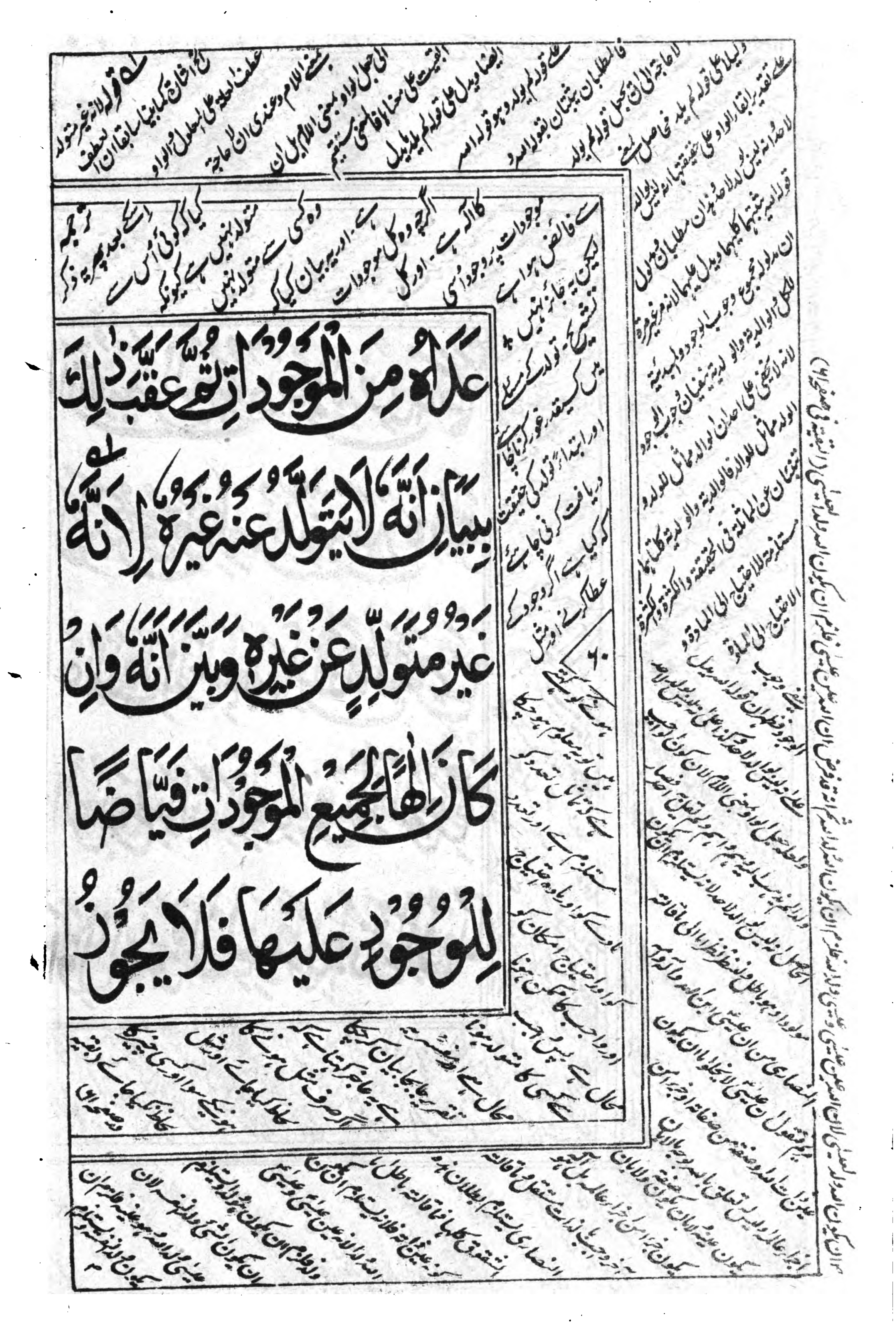
هِيَ تَقْتَضِي الْوَحْدَةَ وَالْوَحْدَةُ
لَا تَقْتَضِي الْإِلٰهِيَّةَ ثُمَّ عَقَّبَ ذٰلِكَ
بِقَوْلِهِ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وَدَلَّ عَلٰى تَحْقِيقِ مَعْنَى
الْإِلٰهِيَّةِ بِالصَّمَدِيَّةِ الَّتِي مَعْنَاهَا وُجُوبُ
الْوُجُودِ وَالْمَبْدَئِيَّةُ لِوُجُودِ كُلِّ مَا

۵۹

...تعریف اسی یعنی الوہیت اور آلہیت کے ساتھ کی۔ پھر اسکی تعریف صمد کے ساتھ کی۔ صمد کے دو معنی ہیں ایک وہ چیز کہ وجوب الوجود ہے اور کسی کیطرف محتاج نہیں اور دوسرے وہ چیز کہ ہر ایک کی علت ہے اور ہر ایک چیز اسکی طرف محتاج ہے عموم مشترک کے طریق سے دونوں معنی مراد ہیں حاصل یہ ہے کہ ہویت آلہیت کو کہتے ہیں کہ جو کسی چیز کیطرف محتاج نہو اور ہر ایک چیز اسکی طرف محتاج ہو

۵۲ قولہ علی تحقیق معنی الالہیۃ بالصمدیۃ لا یخفی ان ہذا انما یستقیم اذا ارید بالصمدیۃ معناہا علی طریق عموم المشترک کما صرح ہو بتفسیرہ فیما تقدم بقولہ ویحتمل ان یکون کلاہما مرادا واما اذا ارید بہا احد معنییہا فلا یمکن تحقیق معنی الالہیۃ بالصمدیۃ لان الالہیۃ مجموع وجوب الوجود وکونہ مبدء للکل والمحتاج الیہ الکل والصمدیۃ باحد تفسیریہا الذی ہو ما لا جوف لہ ہو وجوب الوجود وحدہ وبالتفسیر الآخر الذی ہو السید الکامل المحتاج الیہ الکل وحدہ فلا یمکن ان یکون الصمدیۃ باحد تفسیریہا کاشفۃ للالہیۃ ۱۲

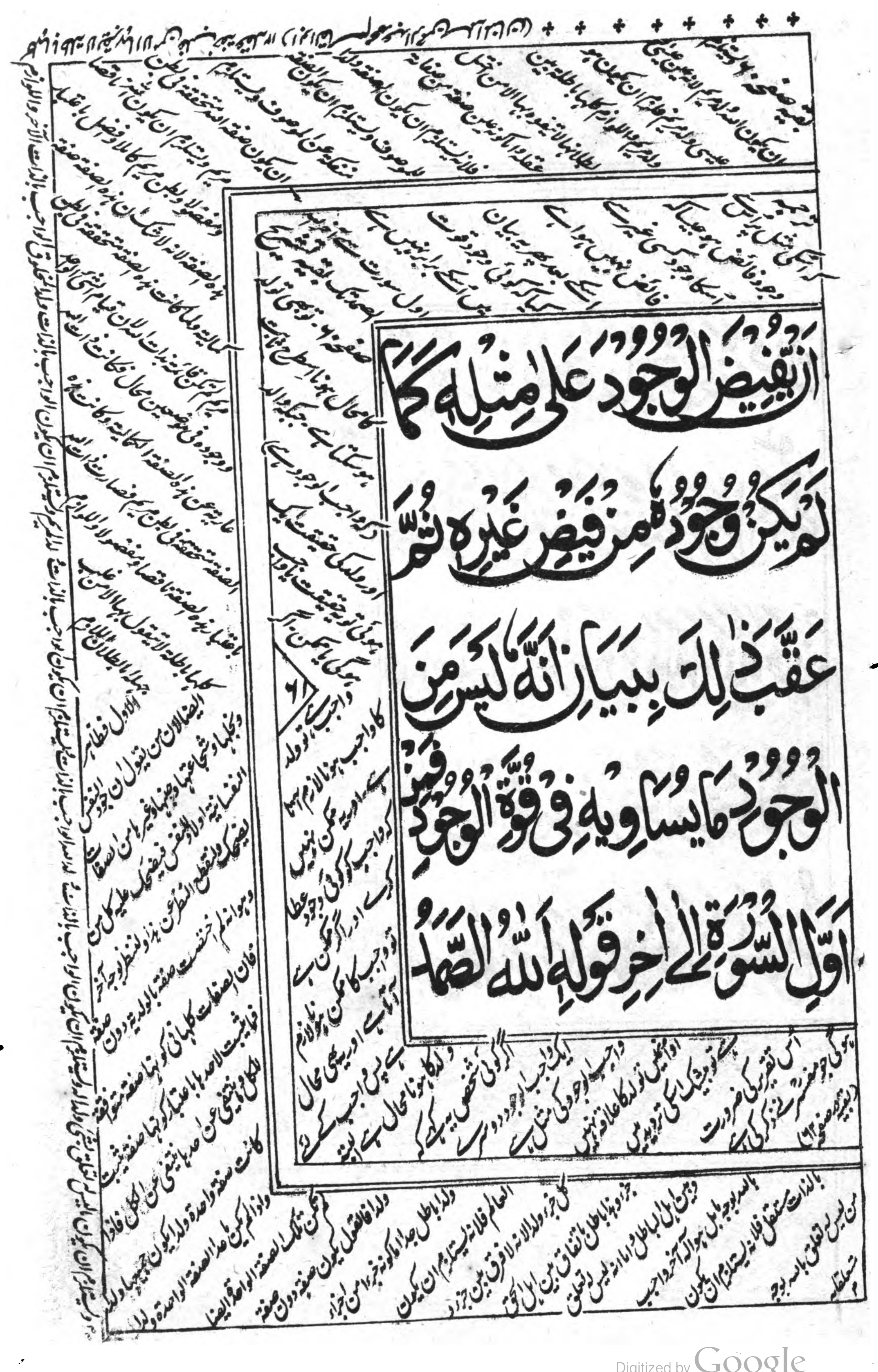
ابو القاسم محمد عبد الرحمن
سلمہ المنان



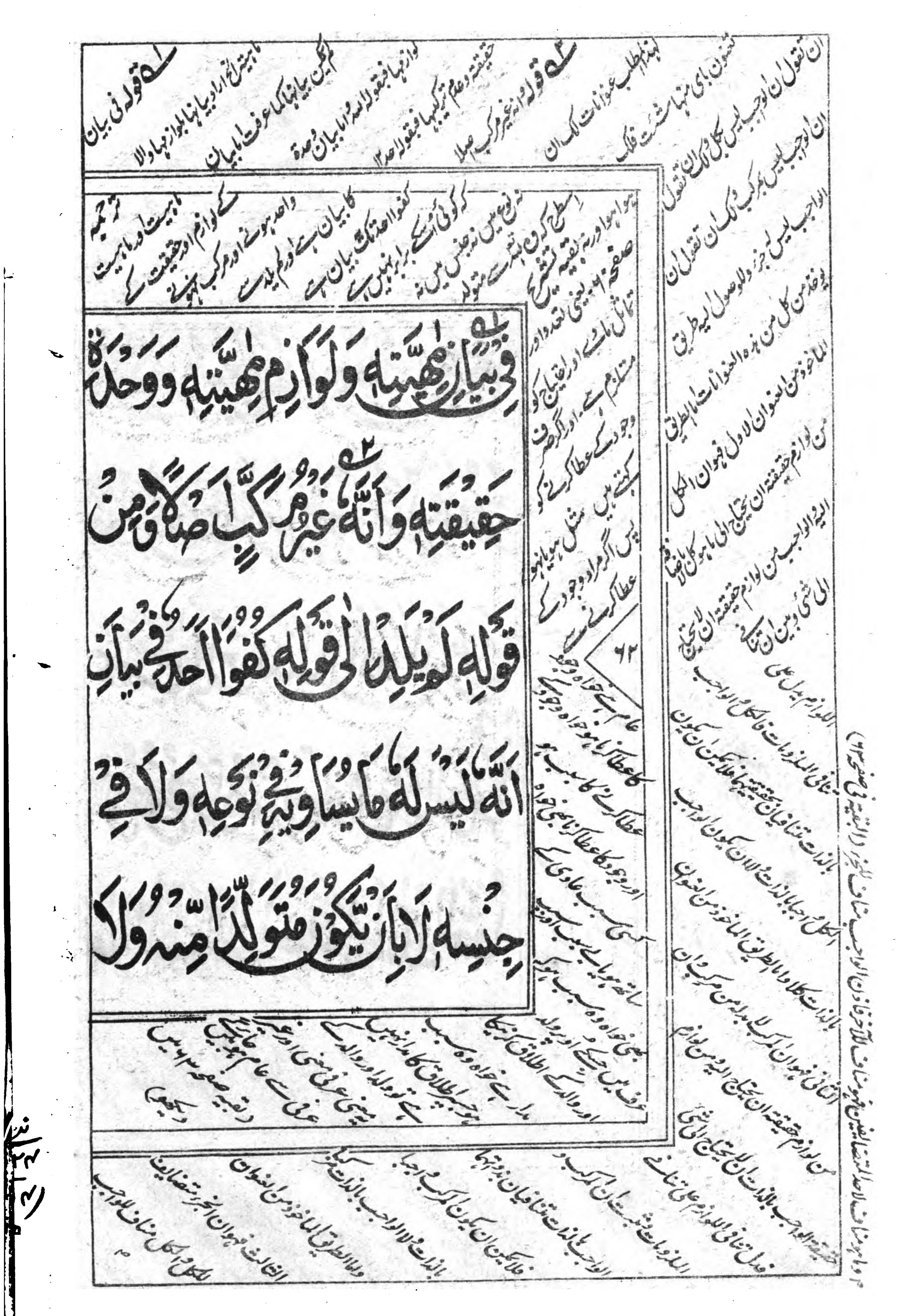
عداه من الموجودات ثم عقب ذلك
ببيان انه لا يتولد عنه غيره لانه
غير متولد عن غيره وبين انه وان
كان الها لجميع الموجودات فياضا
للوجود عليها فلا يجوز

ترجمہ اسکے بعد پھر یہ ذکر کیا کہ کوئی اُس سے متولد نہیں ہے کیونکہ وہ کسی سے متولد نہیں ہے۔ اور یہ بیان کیا کہ اگرچہ وہ کل موجودات کا الٰہ ہے۔ اور کل موجودات پر وجود اُسی سے فائض ہوا ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے

تشریح۔ تولد کے مسئلہ میں کیفیت غور کرنا چاہئے اور ابتداءً تولد کی حقیقت دریافت کرنی چاہئے کہ کیا ہے اگر وجود کے عطا کرنے اور مثل



ان يفيض الوجود على مثله كما
لم يكن وجوده من فيض غيره ثم
عقب ذلك ببيان انه ليس من
الوجود ما يساويه في قوة الوجود فمن
اول السورة الى اخر قوله الله الصمد



ترجمہ ماہیت اور ماہیت کے لوازم اور حقیقت کے واحد ہونے اور مرکب نہ ہونے کا بیان ہے اور لم یلد سے کفوا احد تک بیان ہے کہ کوئی اس کے برابر نہیں نہ نوع میں نہ جنس میں نہ متولد

فی بیان ماهیته ولوازم ماهیته ووحدة

حقیقته وانه غیر مرکب اصلا ومن

قوله لم یلد الی قوله کفوا احد فی بیان

انه لیس له ما یساویه فی نوعه ولا فی

جنسه لا بان یکون متولدا منه ولا



بِاَنْ يَّكُوْنَ هُوَ مُتَوَلِّدًا مِنْهُ وَلَا بِاَنْ يَّكُوْنَ

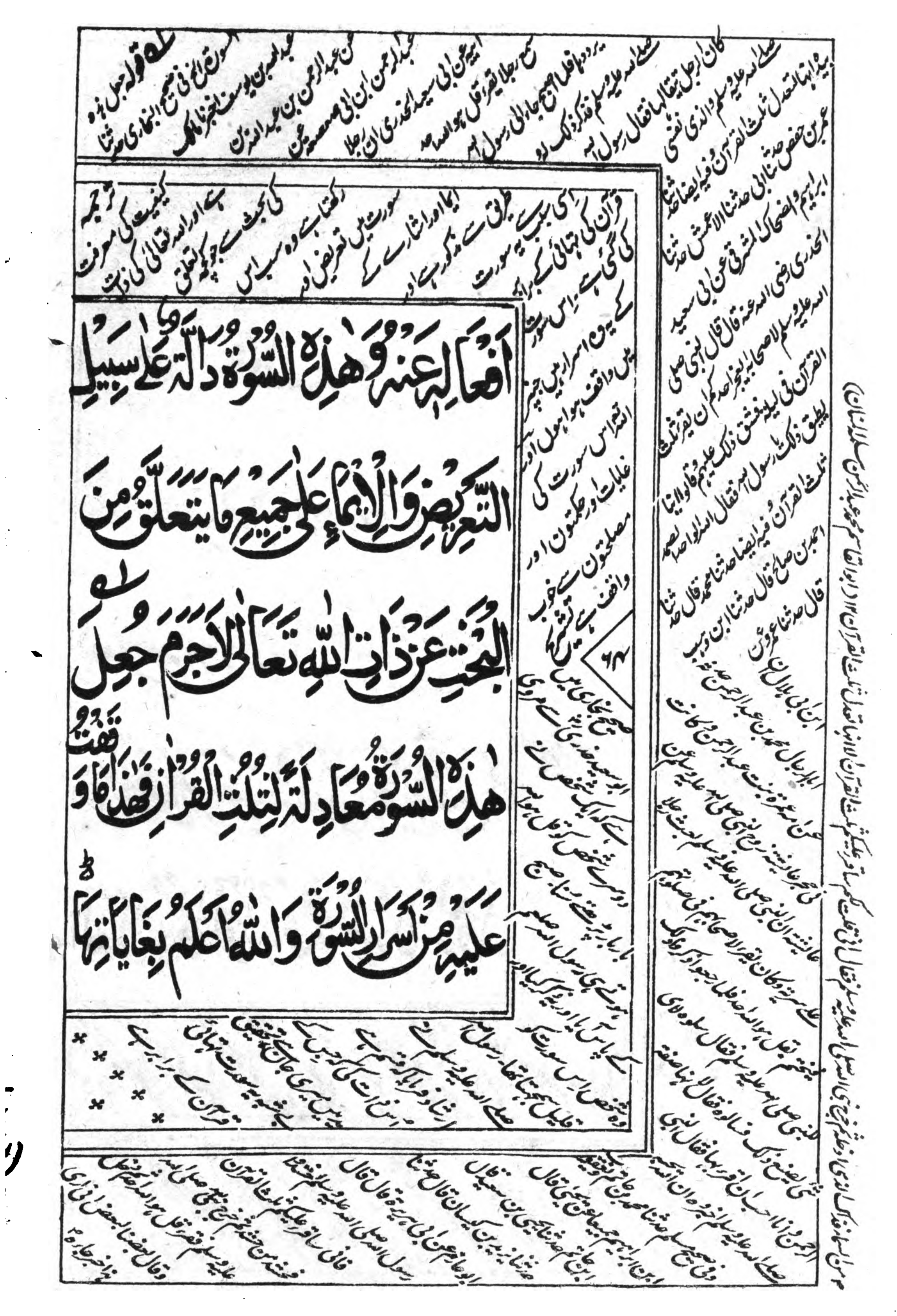
مُوَازِيًا لَهٗ فِي الْوُجُوْدِ بِهٰذَا الْمَبْلَغِ يَحْصُلُ

تَمَامُ مَعْرِفَةِ ذَاتِهٖ وَلَمَّا كَانَ الْغَرَضُ

الْاَقْصٰى مِنْ طَلَبِ الْعُلُوْمِ بِاَسْرِهَا مَعْرِفَةَ

ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ وَكَيْفِيَّةِ صُدُوْرِ

٦٣



أَفْعَالِهِ عَنْهُ وَهٰذِهِ السُّورَةُ دَالَّةٌ عَلٰى سَبِيلِ
التَّعْرِيضِ وَالْإِيمَاءِ عَلٰى جَمِيعِ مَا يَتَعَلَّقُ مِنَ
الْبَحْثِ عَنْ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَاجَرَمَ جُعِلَ
هٰذِهِ السُّورَةُ مُعَادِلَةً لِثُلُثِ الْقُرْآنِ فَهٰذَا مَا وَقَفْتُ
عَلَيْهِ مِنْ أَسْرَارِ السُّورَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِغَايَاتِهَا

ترجمہ ... کیفیت کی معرفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی بحث سے جو کچھ تعلق رکھتا ہے وہ سب اس سورت میں تعریض اور ایما اور اشارے کے طریق سے مذکور ہے اسی سبب سے یہ سورت قرآن کی تہائی کے برابر کی گئی ہے یہ اس سورت کے بھید ہیں جن سے میں واقف ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس سورت کی غایات اور حکمتوں اور مصلحتوں سے خوب واقف ہے

تفسیر

سورۃ الفلق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَالِقِ ظُلْمَةِ الْعَدَمِ بِنُوْرِ الْوُجُوْدِ وَهُوَ الْمَبْدَأُ الْاَوَّلُ

کہو میں پناہ مانگتا ہوں ساری مخلوق کے رب سے

٦٥

رازی تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ علما نے فلق کے بہت سے معنی بیان کئے ہیں اکثر علما کے نزدیک فلق سے مراد صبح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ فلق سے مراد عدم اور نیستی کی تاریکی کا ایجاد کے نور سے شق کرنا ہے اور یہ دوسرا قول کئی وجہ سے اقرب اور اولیٰ ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ اس دوسرے معنی میں صبح بھی داخل ہے اور یہی اصح ہے کیونکہ اس میں اللہ کی نہایت تعظیم ہے

واجب الوجود لذاته وذلك من لوازم

خيريته المطلقة في هويته بالقصد

الاول فاول الموجودات الصادرة

عنه هو قضاؤه وليس فيه شر الا

شرور لازمة عنها ونفوذ قضائه

ترجمہ اور بذاتہ واجب الوجود ہے اور یہ (یعنی نور وجود کے ساتھ عدم کی تاریکی کا شق کرنا) اُس خیر مطلق کے لوازم میں سے ہے جو اُس کی ذات میں قصد اول کے اعتبار اور لحاظ سے ہے۔ جو موجودات اُس سے صادر ہوئے ہیں۔ قضا اور قضا کا جاری ہونا اُن سب سے مقدم اور اول ہے۔ جو شرور موجودات کو لازم ہیں اُن کے سوا قضا میں اور کوئی شر نہیں ہے۔

تشریح: جو خیر مطلق اور خیر محض ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے قصد اول کے اعتبار سے ایجاد اُس خیر محض کے لوازم میں سے ہے پس سب سے پہلے قضا اور قضا کا جاری ہونا ہے اُس کے بعد [illegible] جو موجودات صادر ہوئے ہیں اور قدر اُن سب سے پہلے اور مقدم ہے

٦٦

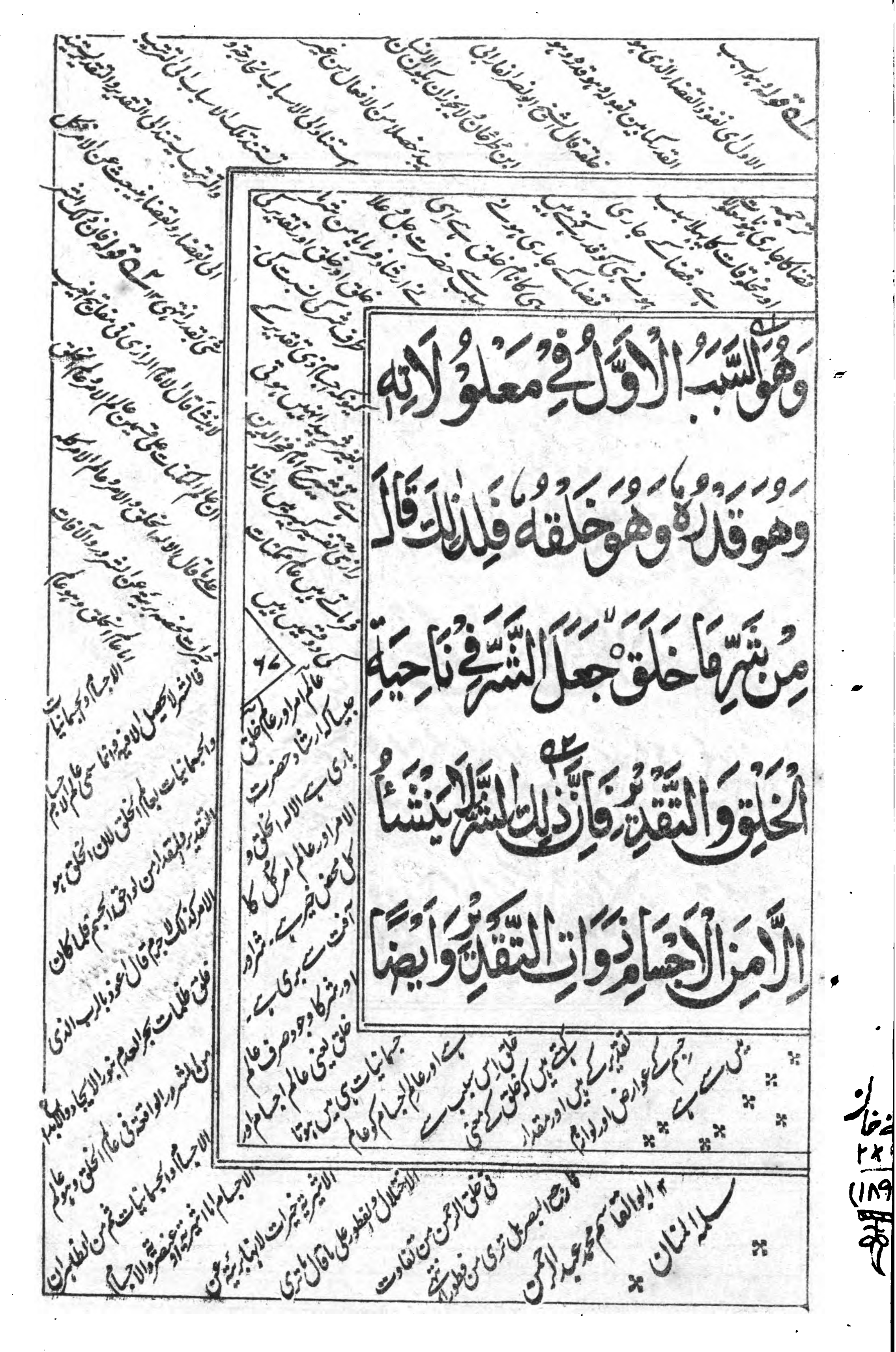
ل قوله ذلك من لوازم خيريته اى فلق الظلمة بالنور ١٢ منه

٢ قوله هو قضاؤه قال علي القاري في شرح الفقه الاكبر تحت قول الامام الهمام ابي حنيفة رحمه الله تعالى والقضاء والقدر والمراد بهما الحكم الاجمالي في الازل والتفصيلي ولا يخفى ان في ما قال علي القاري تبيينا وتوضيحا لما قال المفسر من ان اول الموجودات الصادرة عنه قضاؤه ونفوذ قضائه ثم بين بعد هذا القول وهو قدره اي نفوذ قضائه هو القدر لان في القضاء اجمالا ونفوذ قضائه اي القدر تفصيل فافهم ١٢

س قوله لازمة عنها اي [illegible] كما سيصرح المفسر فيما ياتي من القبل ١٢

مولانا ابو الوفا [illegible]

عبد الرحمن [illegible] السلطان



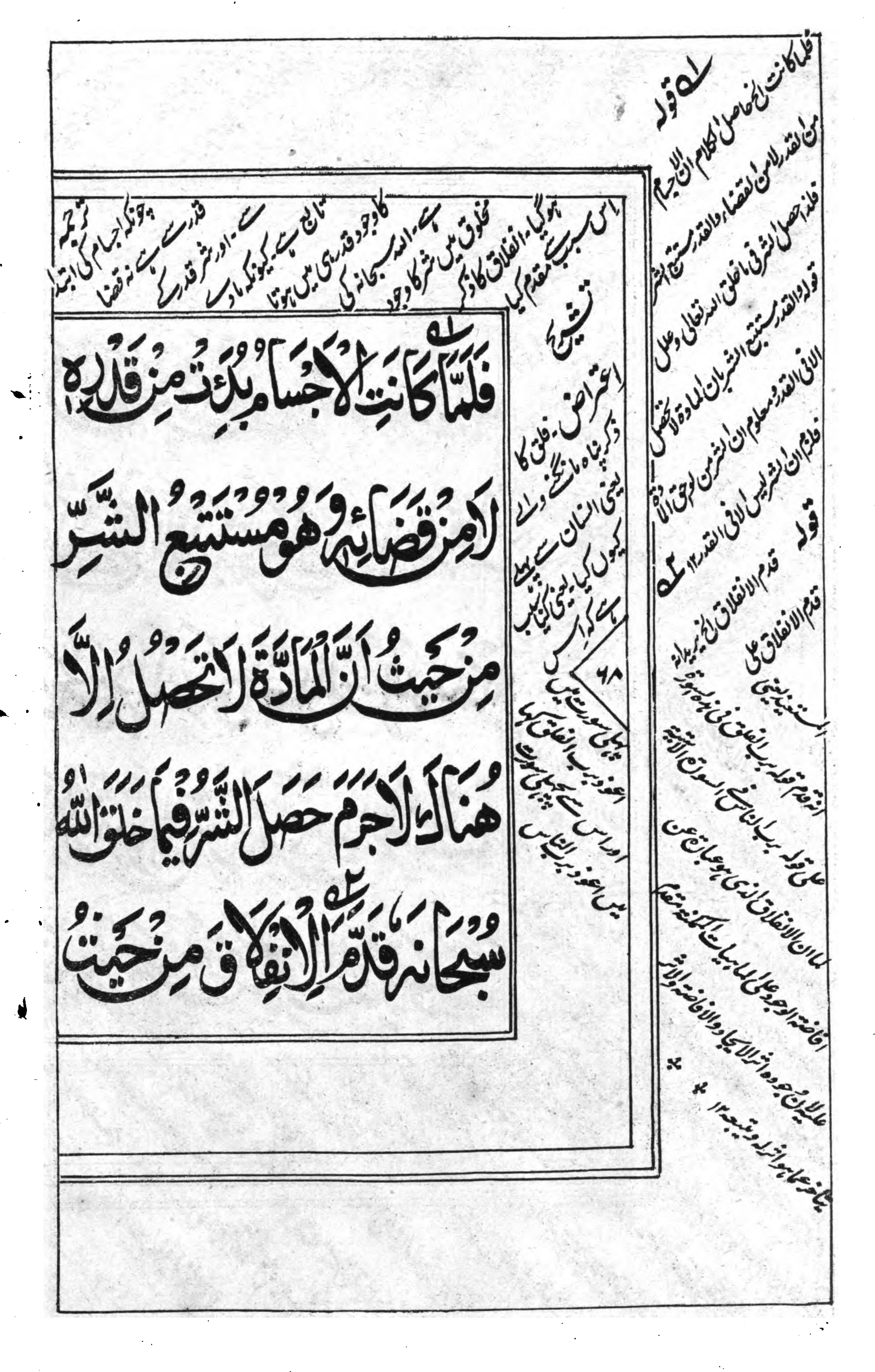
وهو السبب الاول في معلولاته

وهو قدره وهو خلقه فلذلك قال

من شر ما خلق جعل الشر في ناحية

الخلق والتقدير فان ذلك الشر لا ينشأ

الا من الاجسام ذوات التقدير وايضا



فَلَمَّا كَانَتِ الْأَجْسَامُ بُدِئَتْ مِنْ قَدَرِهٖ
لَا مِنْ قَضَائِهٖ وَهُوَ مُسْتَتْبِعُ الشَّرِّ
مِنْ حَيْثُ أَنَّ الْمَادَّةَ لَا تَحْصُلُ إِلَّا
هُنَاكَ لَاجَرَمَ حَصَلَ الشَّرُّ فِيمَا خَلَقَ اللّٰهُ
سُبْحَانَهٗ قَدَّمَ الْاِنْفِلَاقَ مِنْ حَيْثُ

ترجمہ چونکہ اجسام کی ابتدا قدر سے ہے نہ قضا سے۔ اور شر قدر کے تابع ہے کیونکہ مادے کا وجود قدر ہی میں ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ کی مخلوق میں شر کا وجود ہو گیا۔ انفلاق کا ذکر اس سبب سے مقدم کیا

تشریح

اعتراض۔ فلق کا ذکر پناہ مانگنے والے یعنی الناس سے پہلے کیوں کیا یعنی کیا سبب ہے کہ اس پہلی سورت میں اعوذ برب الفلق کہا اور اس سے پچھلی سورت میں اعوذ برب الناس

۵ قوله فلما كانت الخ حاصل الكلام ان الاجسام من القدر لا من القضاء والقدر مستتبع الشر فلذا حصل الشر فى ما خلق الله تعالى وعلل قوله والقدر مستتبع الشر بان المادة لا تحصل الا فى القدر ومعلوم ان الشر من لواحق المادة فعلم ان الشر ليس الا فى القدر ۱۲

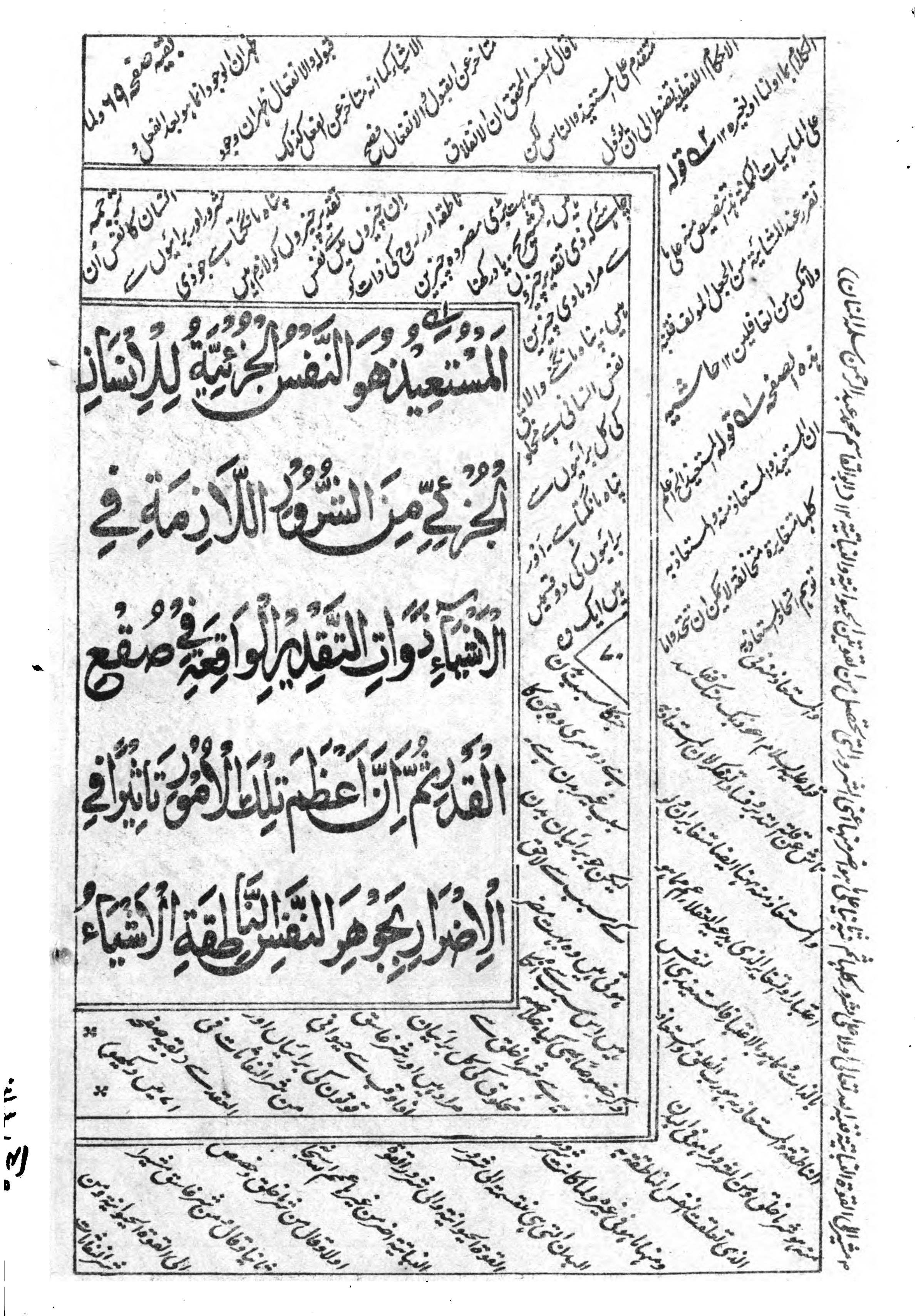
۶ قوله قدم الانفلاق الخ يريد انه قدم الانفلاق على الاستعانة يعنى قدم قوله برب الفلق فى هذه السورة الاولى على قوله برب الناس فى السورة الاخيرة لبيان ان الانفلاق الذى هو عبارة عن افاضة الوجود على الماهيات الممكنة متقدم على افاضة الاثر والايجاد عليه ان وجوده اثر الايجاد وتعيده ۱۲



أنَّ الانفلاقَ وهو إفاضةُ نورِ الوجودِ
على المهيّاتِ الممكنةِ سابقٌ من المستعيذِ
وتحتَ ذلكَ تنبيهاتٌ عظيمةٌ جليلةٌ
يمكنُ للسائلِ الوقوفُ عليها من غيرِ
تصريحٍ ومن شرِّ غاسقٍ إذا وقبَ

ترجمہ کہ انفلاق پیدا ہونا ہے اور وہ فیضان کرنا ہے نور وجود کا ماہیات ممکنہ پر جو مستعد ہیں پہلے ہے مستعیذ سے اور اس کے تحت میں بڑی بڑی عظیم الشان تنبیہات ہیں جن پر بغیر تصریح کے سالک واقف ہو سکتے ہیں۔ ومن شر غاسق اذا وقب

٦٩



المستعيذ هو النفس الجزئية للانسان

الجزئي من الشرور اللازمة في

الاشياء ذوات التقدير الواقعة في صقع

القدر ثم ان اعظم تلك الامور تاثيرا في

الاضرار بجوهر النفس الناطقة الاشياء



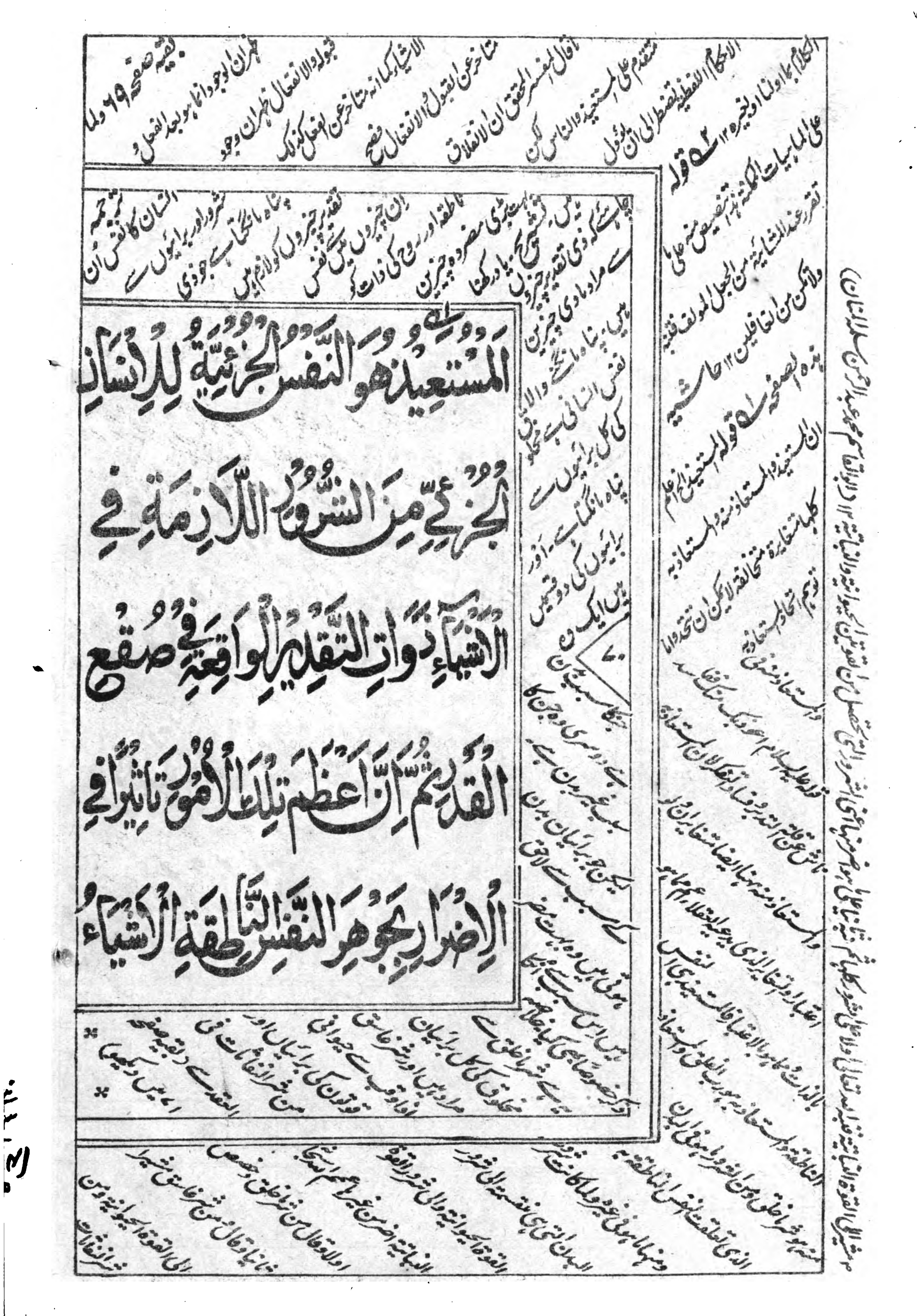
الداخلة معها في اهاب البدن وهي التي تكون

الآلة لها من وجه وبالآلة لها من وجه

فمن وجه كلها له وهي القوى الحيوانية والقوى

النباتية اما القوى الحيوانية فهي ظلمة غاسقة

منكدرة وقد علمت ان المادة مع الظلمة



بقيه صفحه ٦٩

المُسْتَعِيذُ هُوَ النَّفْسُ الجُزْئِيَّةُ لِلْإِنْسَانِ

الجُزْئِيِّ مِنَ الشُّرُورِ اللَّازِمَةِ فِي

الْأَشْيَاءِ ذَوَاتِ التَّقْدِيرِ الْوَاقِعَةِ فِي صُقْعِ

الْقَدَرِ ثُمَّ إِنَّ أَعْظَمَ تِلْكَ الْأُمُورِ تَأْثِيرًا فِي

الْإِضْرَارِ بِجَوْهَرِ النَّفْسِ النَّاطِقَةِ الْأَشْيَاءُ

٧٠



الداخلة معها في اهاب البدن وهي التي تكون

آلة لها من وجه ووبالاً لها من وجه

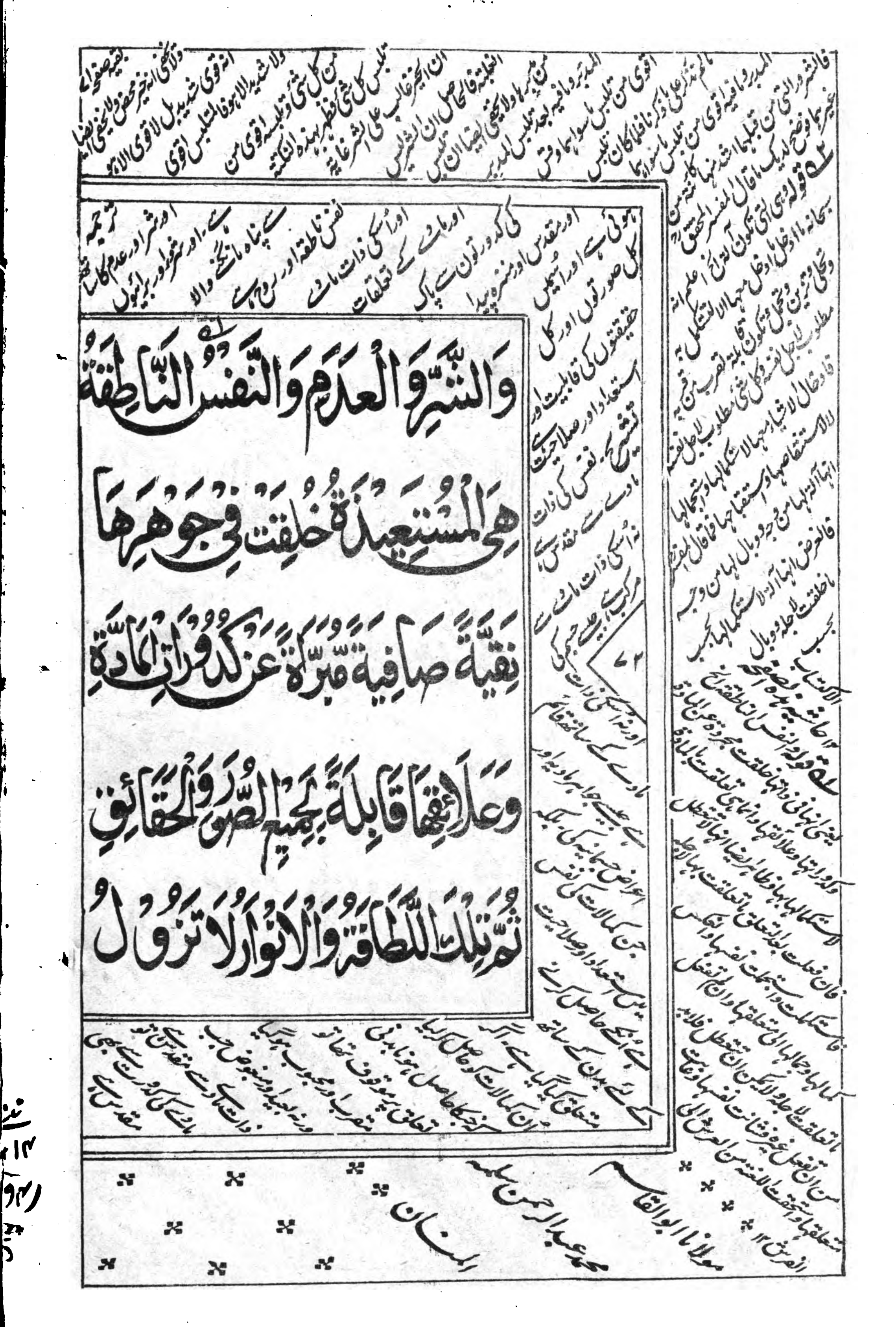
فمن وجه كلها له وهي القوى الحيوانية والقوى

النباتية اما القوى الحيوانية فهي ظلمة غاسقة

منكدرة وقد علمت ان المادة مع الظلمة

کی برائیوں کیطرف اس سبب سے اشارہ کیا کہ یہ نہایت مضر ہیں

نباتی قوتوں اور بدن



وَالشَّرُّ وَالْعَدَمُ وَالنَّفْسُ النَّاطِقَةُ

هِيَ الْمُسْتَعِيذَةُ خُلِقَتْ فِي جَوْهَرِهَا

نَقِيَّةً صَافِيَةً مُبَرَّأَةً عَنْ كُدُورَاتِ الْمَادَّةِ

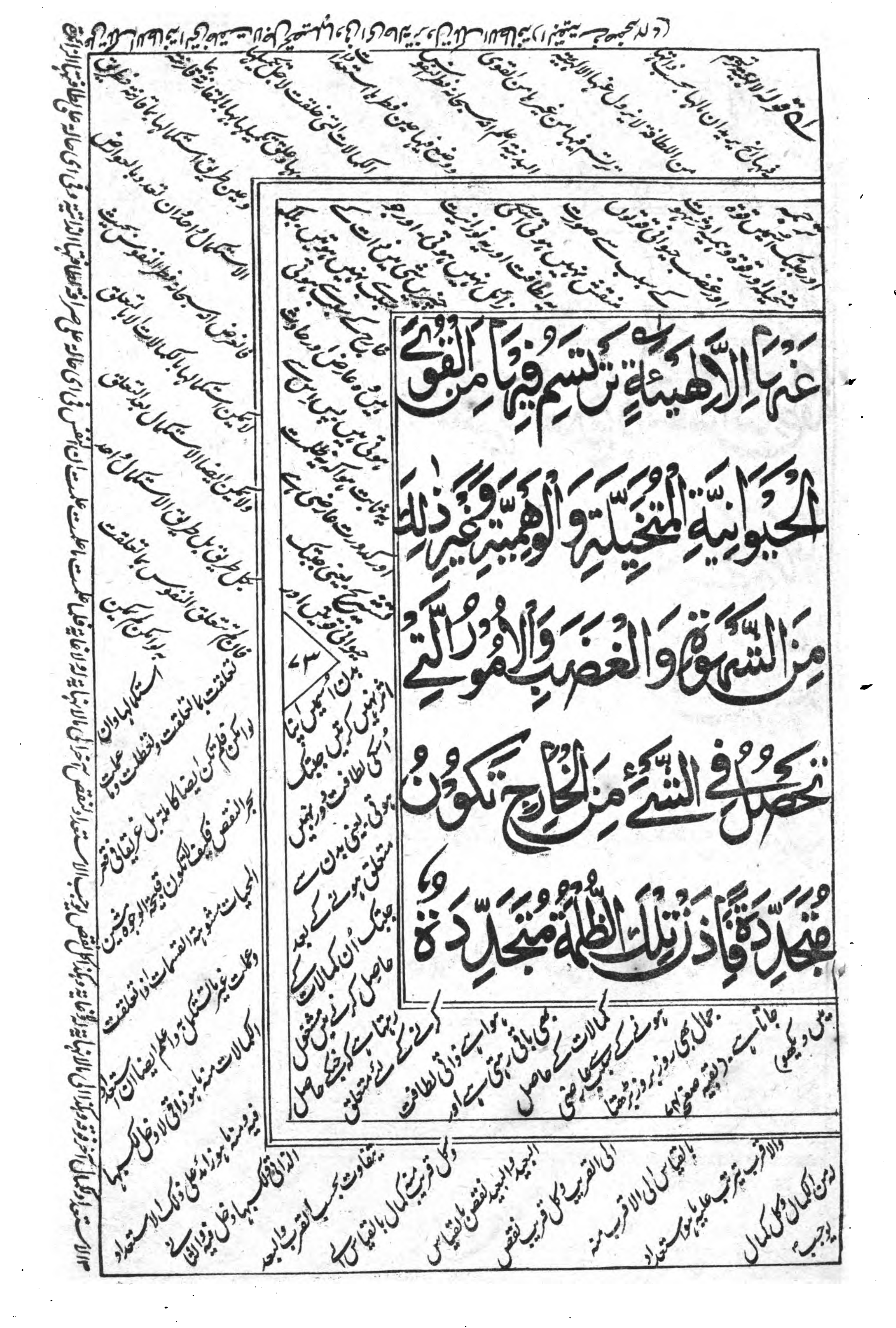
وَعَلَائِقِهَا قَابِلَةً لِجَمِيعِ الصُّوَرِ وَالْحَقَائِقِ

ثُمَّ تِلْكَ اللَّطَافَةُ وَالْأَنْوَارُ لَا تَزُولُ

ترجمہ اور شر اور عدم کا سا... سے اور شرور اور برائیوں سے پناہ مانگنے والا نفس ناطقہ اور روح ہے اور اسکی ذات مادے اور مادے کے تعلقات کی کدورتوں سے پاک اور مقدس اور منزہ پیدا ہوئی ہے اور آئینہ کل صورتوں اور کل حقیقتوں کی قابلیت اور استعداد اور صلاحیت

تشریح۔ نفس کی ذات مادے سے مقدس ہے نہ اسکی ذات مادے سے مرکب ہے جیسے جسم کی ذات اور نہ اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے جیسے جواہر مادیہ اور اعراض جسمانیہ کیونکہ نفس میں بلکہ جن کمالات کی استعداد اور صلاحیت ہے ان کمالات کو حاصل کرنے کے لئے بدن کے ساتھ اسکا تعلق کر دیا گیا ہے اور وہ کمال حاصل ہونا جنکا حاصل ہونا بغیر تعلق کے متعذر تھا اس سے مقصود ہے بعد ازاں ... ذات نفس کی کدورت اور تعلقات سے مقدس ہے

مولانا ابوالقاسم محمد عبدالرحمن سلیم انسان



عنها الا هيئة تنتسم فيها من القوى

الحيوانية المتخيلة والوهمية وغير ذلك

من الشهوة والغضب والامور التي

تحصل في الشيء من الخارج تكون

متجددة فاذن تلك الظلمة متجددة

بقیہ صفحہ ۳۰ سے واذا تممت ما تلوت علیک علمت ان طلب الکمال ایضا کمال والهرب عن النقص ایضا کمال وطلب النقص ایضا نقص والهرب عن الکمال ایضا نقص فاذا کانت النفس علی ما فطرها علیه الفاظر کانت علی اللطافة الذاتية الفطرية التي هي مبدء استعداد کل کمال ثم اذا طلبت تلک الکمالات زادت علی تلک اللطافة الفطرية اللطافة الکسبية ثم وثم اذا حصلت من تلک الکمالات ما حصلت زادت تلک اللطافة الکسبية واذا ابعدت عن طلب تلک الکمالات وطلبت اضدادها فالابد حجاب علی تلک اللطافة وزوالها وطلب الاضداد حجاب تلک اللطافة

ترجمہ اور نفس ناطقہ اور روح کی ذات بھی مقدس اور پاک ہے اور نفس ناطقہ اور روح کے بعد اس چیز کا ذکر کیا جو بہت بڑی مضر چیزوں سے عام ہے اور وہ عام چیز اللہ تعالی کا قول ما خلق ہے اور جو شرور اور برائیاں کہ وقب غاسق یعنی حیوانی قوتوں سے حاصل ہوتی ہیں انکو اللہ تعالی کا قول شر ما خلق اس طرح شامل ہے جس طرح عام خاص کو شامل ہوتا ہے ۷۸

وكان جوهر النفس الناطقة ذلك

وأردف عقبه ذكر ما هو أعم منه و

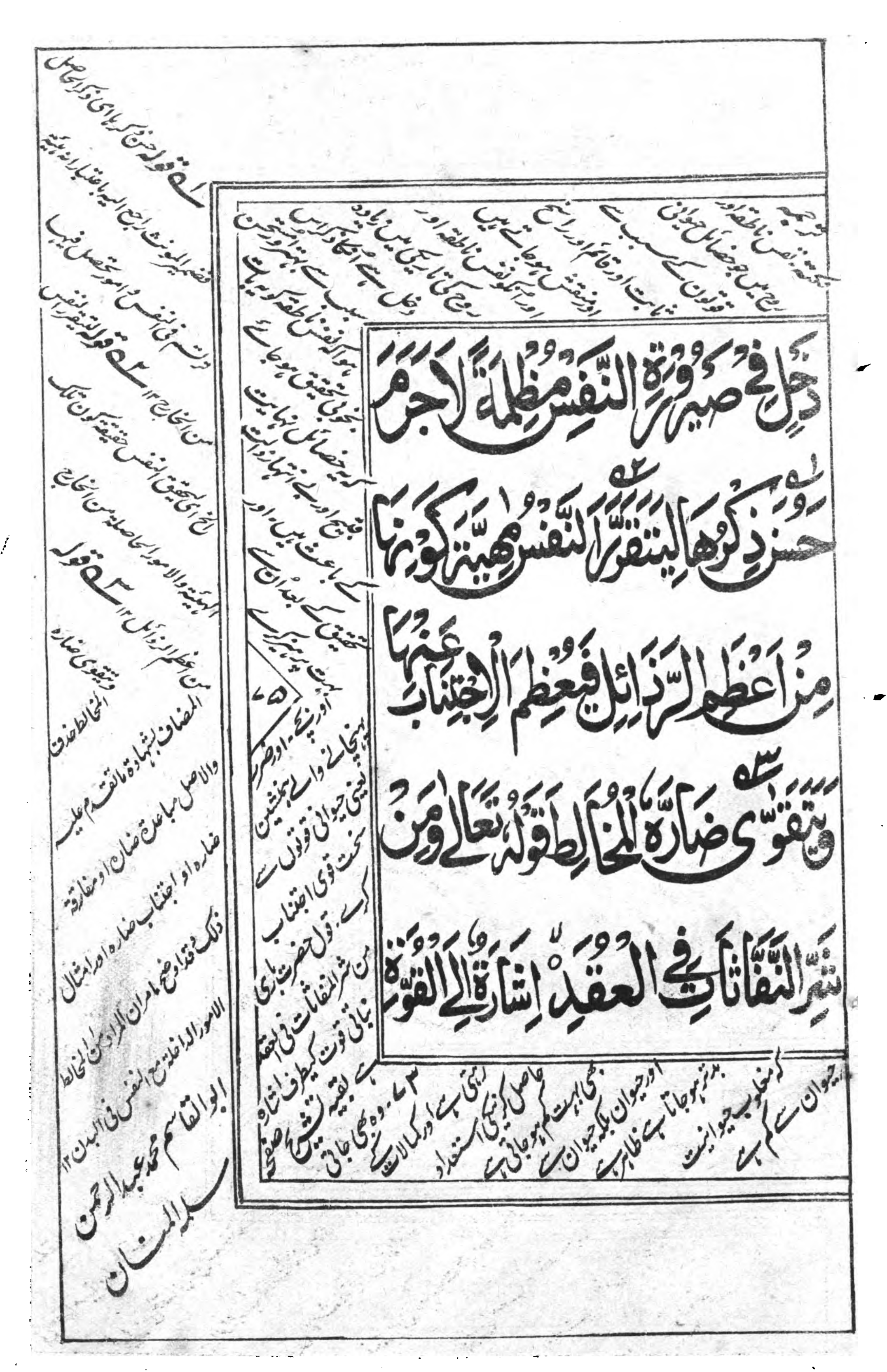
الشرور الحاصلة من وقب الغاسق

مشاركة لشر ما خلق اشتراك الأعم

للأخص نكتة لما كان هذا الحاصل من زيد

قوله اعقبه ای عقب جوهر النفس الناطقة

قوله تعالی اعوذ ۱۲ ای الامور التی الاعراض من شر ما خلق ۱۲ قوله تعالی ما خلق فی قوله تعالی من شر ما خلق



دخل في صيرورة النفس مظلمة لاجرم

حسن ذكرها التنفر النفس مهبة كونها

من اعظم الرذائل فيعظم الاجتناب عنها

ويتقوى ضارة المخالط قوله تعالى ومن

شر النفاثات في العقد اشارة الى القوة

یعنی حیوانی قوتوں سے سخت قوی اجتناب کرے۔ قول حضرت باری من شر النفاثات في العقد بیانی قوت کیطرف اشارہ ہے

والاصل مباعدة ضار او مفارقة ضاره او اجتناب ضاره واشتمال ذلك قد وضح

الامور الداخلة مع النفس في البدن ۱۲

ابوالقاسم محمد عبدالرحمن سلمه المنان

النباتية فان القوة النباتية موكلة

لتدبير البدن ونشأه ونموه والبدن

عقد حصلت من عقد بين العناصر

المختلطة متنازعة الى الانفكاك

لكن من شده بعضها من بعض

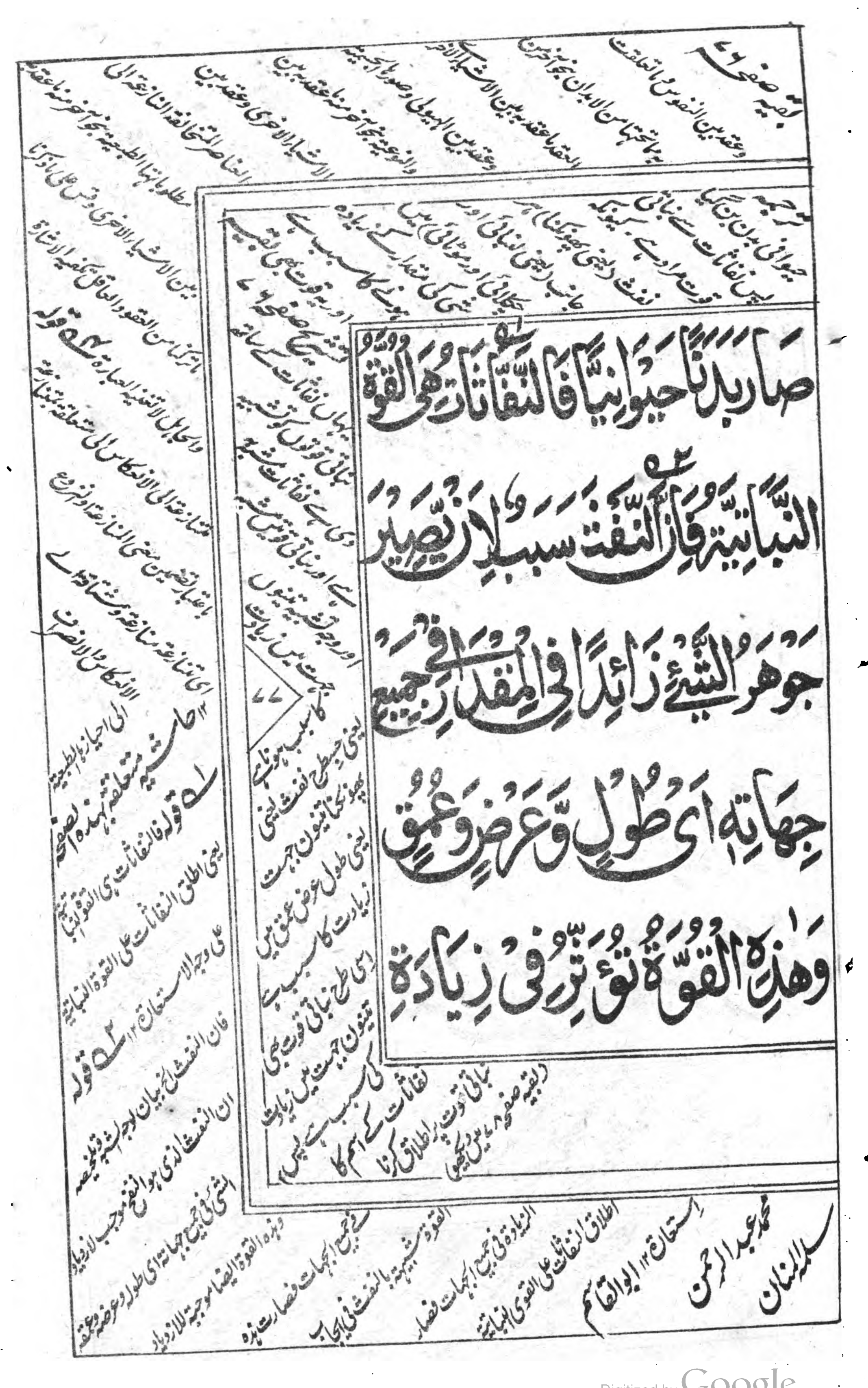
ترجمہ کیونکہ بدن کی تدبیر اور نشوونما نباتی قوت کی تفویض اور سپرد ہے اور بدن عناصر کے اجتماع سے مرکب ہوا ہے اور عناصر اپنے اپنے حیز اور مکان کیطرف منقلب اور رجوع ہونے کے لئے نزاع کرتے ہیں لیکن اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے انکو باہم اسطرح ترکیب دی ہے اور ایک کو دوسرے کے ساتھ ایسا ربط دیا ہے کہ ان مختلف چیزوں کا اتفاق اور اجتماع ہے

ان النفاثات والنفاخات توجب النفث والنفخ الزيادة في المنفوث والمنفوخ في الجهات الثلاث كما يشهد به الزق المنفوخ كذلك القوى النباتية توجب الزيادة في الجهات الثلاث فالغرض ان هذا الاطلاق اطلاق اسم المشبه به على المشبه ويقال المفسر قال الامام الرازي في الكبير نقلا عن بعض العارفين

له قوله النباتية ان النفاثات اشارة الى القوى النباتية والعقد الى البدن و اطلاق النفاثات على القوى النباتية من قبيل الاستعارة لان القوى النباتية مشبهة بالنفاثات وجه الشبه كونها موجبة للزيادة في الجهات الثلث فكما

٢ قوله فان القوة

٣ قوله من عقدها اى من عقد ما عقد هو الواجب بالذات الذى عقد بين الاشياء بحيث جعل الغايات كلها واحدة فعقد بين المتضاد ما عقده بين الاشياء الاخرى



صار بدنا حيوانيا فالنفاثات هي القوة

النباتية فان النفث سبب لان يصير

جوهر الشيء زائدا في المقدار في جميع

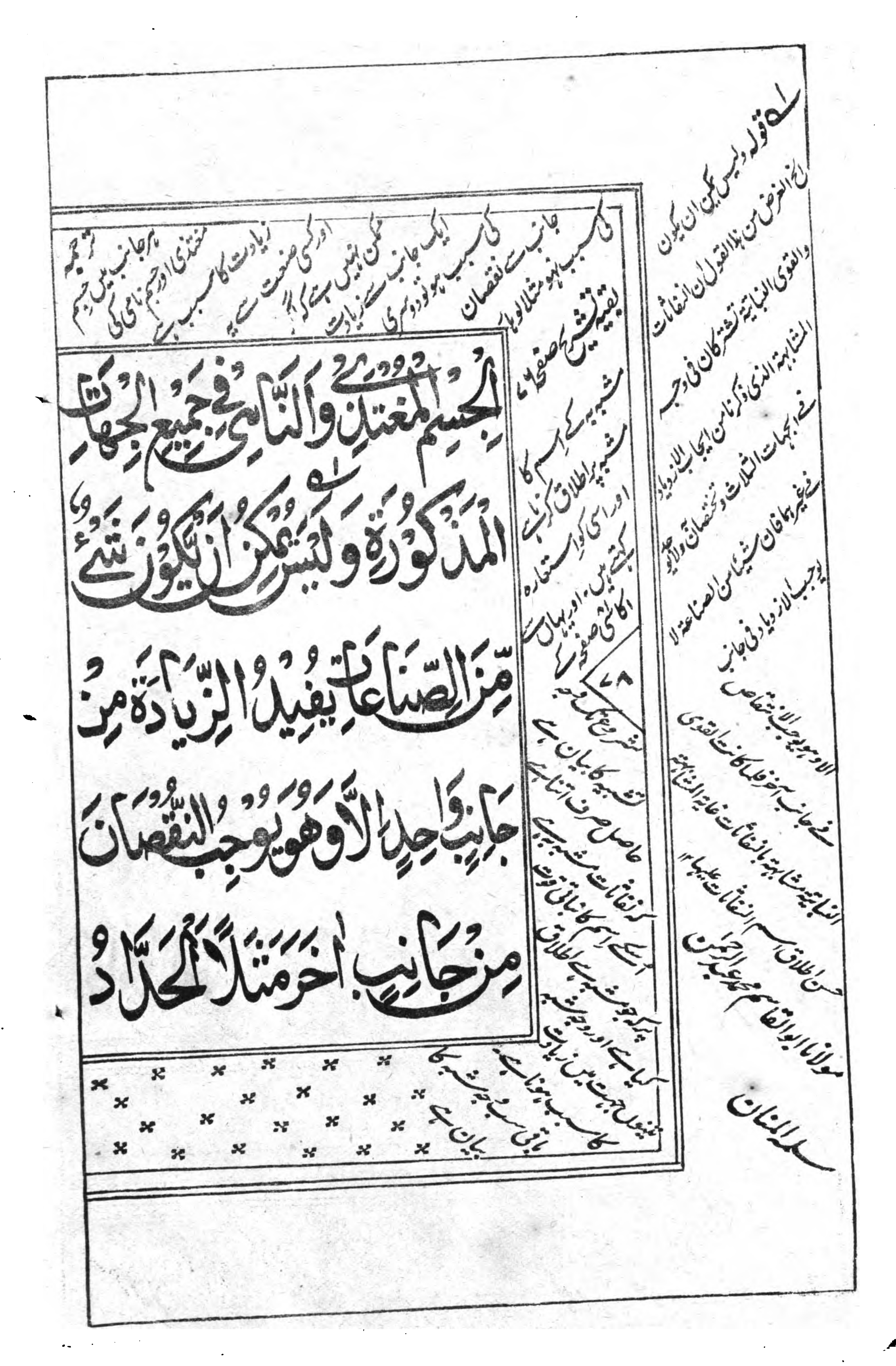
جهاته اي طول وعرض وعمق

وهذه القوة تؤثر في زيادة

یعنی جس طرح نفث یعنی پھونکنا تینوں جہت یعنی طول عرض عمق میں زیادت کا سبب ہے اسی طرح نباتی قوت بھی تینوں جہت میں زیادت کا سبب ہے

استحاق ۱۲ ابو القاسم

محمد عبد الرحمن سلمہ المنان



الجسم المغتذي والنامي في جميع الجهات
المذكورة وليس يمكن ان يكون شيء
من الصناعات يفيد الزيادة من
جانب واحد الا وهو يوجب النقصان
من جانب آخر مثلا الحداد

ترجمہ ہر جانب میں جسم متغذی اور جسم نامی کی زیادت کا سبب ہے اور کسی صنعت سے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک جانب سے زیادت کی سبب ہو اور دوسری جانب سے نقصان کی سبب ہو مثلاً لوہار

سلمہ المنان



إذا أخذ قطعة من الحديد وأراد
أن يزيد في طولها فلا بد أن ينقص
ثخنها وعرضها أو يحتاج إلى أن ينضم
إليها قطعة أخرى أجنبية من خارج
فأما القوى النباتية فهي التي

ترجمہ — اگر لوہے کا ایک ٹکڑا لیکر اسکی لمبائی بڑھانی چاہے تو ضرور ہے کہ اسکی موٹائی یا چوڑائی کو گھٹاوے یا اور لوہے کا ٹکڑا باہر سے اس میں ملانے کا محتاج ہو لیکن نباتی قوتیں ... اور نباتی قوتوں کے سوا کوئی چیز اور کوئی صنعت ایسی نہیں ہے کہ تینوں جانبوں میں زیادت کا سبب ہو — اور اس بیان سے کہ وجہ تشبیہ خاص ہے اور کسی چیز میں نہیں پائی جاتی یہ غرض ہے کہ اس وجہ شبہ کے اعتبار سے اس مشبہ کا مشبہ بہ یہی ہے اور کوئی چیز نہیں

(بقیہ در صفحہ ۸۰)



تنفذ الغذاء في باطن الجسم المغتذي

وتحيلها شبيها له وتزيد في جوهر الغذاء

في جهاتها الثلث فاشبه الأشياء بتاثير

القوى النباتية النفث فان النفث

سبب ان ينفسح الشيء ويصير

ترجمہ

غذا پہنچاتی ہے غذا کو جسم ذی غذا کے اندر اور جسم کے مشابہ کرتی ہے اور تینوں جانبوں اور تینوں طرفوں میں سے ہر جانب اور ہر طرف میں غذا کو زیادہ کرتی ہے پس اشیا میں سے نباتی قوت کی تاثیر کے ساتھ نفث (یعنی پھونکنا) سب سے زیادہ مشابہ ہے کیونکہ نفث اور پھونکنے کے سبب سے کبھی چیز کی منفذ

بقیہ ترجمہ صفحہ ۹۰

۵ قوله تحيلها شبيها ای تحیل الغذاء شبه الجسم المغتذي فالضمير راجع الى الغذاء باعتبار انها اجسام ۱۲

۵ قوله فاشبه الاشياء بتاثير الخ اعلم ان الشيئين اذا اشتركا في وصف فيمكن ان يشبه

كان نحو القائل ... ای منها باخذ منها وباقلبها وان لا بد ان يكون ... الاعم في وجه التشبيه من المشبه ان كان بيان امكانه او بيان حاله او بيان مقدار حاله فلا يقتضي هذه الاغراض البتة ... العائد الى المشبه تقرير حاله فلا بد ان يكون المشبه به اتم وجهه

ای الشيئين المشتركين في الوصف لا يمكن ان يجعل ...

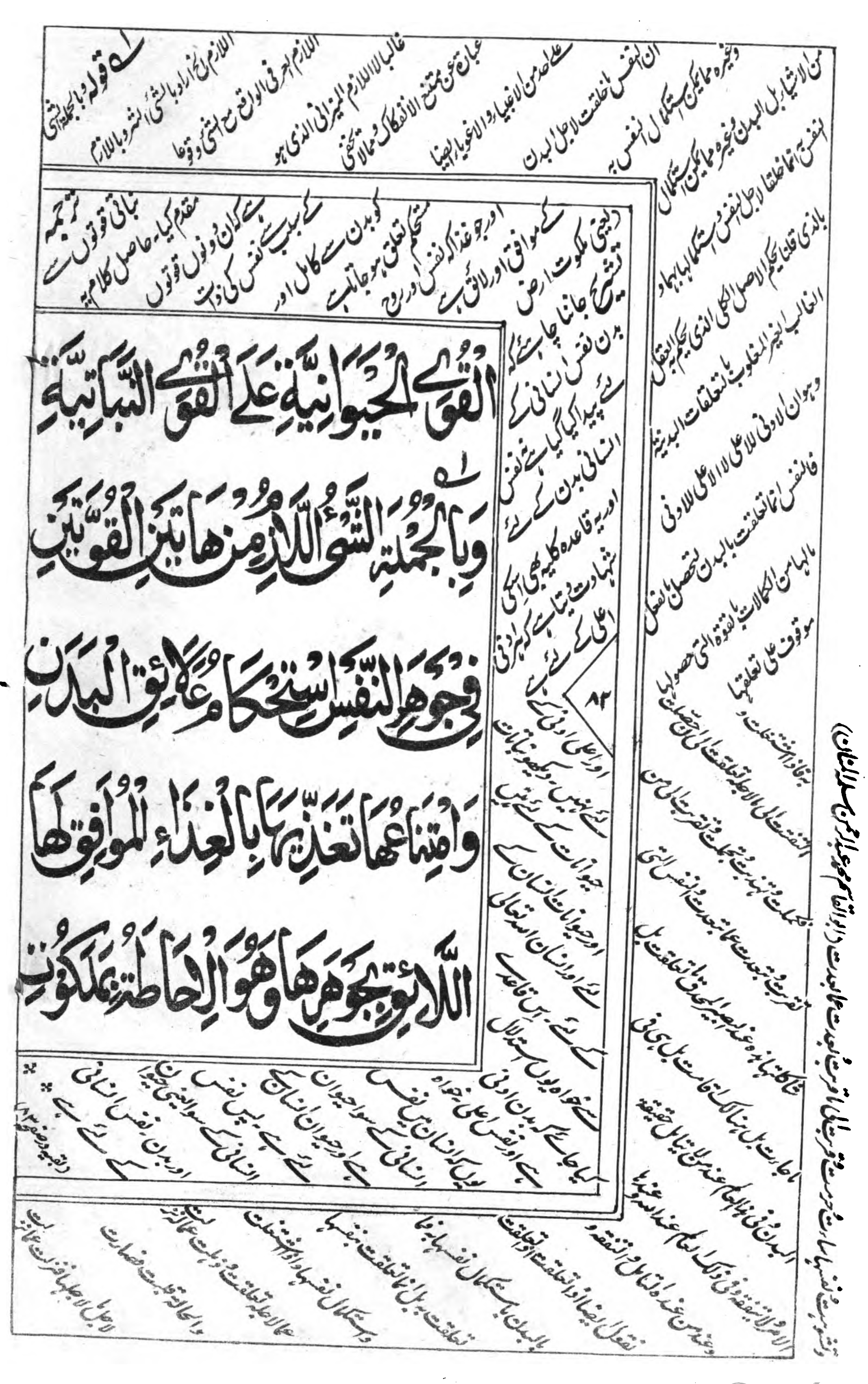
۸۰



بحسب المقدار زيد عمّا كان في جميع
الجهات فالنفاثات في العقد هي
القوى النباتية ولمّا كان العلاقة
بين النفس الانسانية والقوى النباتية بواسطة
القوى الحيوانية لا جرم قدّم ذكر

قوله في جميع الجهات متعلق بقوله زيد لا بكان ١٢

قوله لما كان العلاقة لما بين ان المراد بقوله تعالى من شر غاسق اذا وقب القوى الحيوانية ومن قوله تعالى ومن شر النفاثات في العقد القوى النباتية بين وجه تقديم قوله من شر غاسق اذا وقب على قوله ومن شر النفاثات في العقد اى تقديم القوى الحيوانية على القوى النباتية وهو ان النفس الانسانية لها تعلق بالقوى الحيوانية اولا وبالقوى النباتية ثانيا وبواسطتها فجعل الترتيب الذكري مطابقا للترتيب التعلقي الواقعي اما كونها متعلقة بالقوى النباتية ثانيا وبواسطة القوى الحيوانية فلان القوى النباتية جزء للقوى الحيوانية



القُوى الحيوانيّة على القُوى النّباتيّة

وبالجملة الشّيء الّذي منها بين القُوّتين

في جوهر النّفس استحكام علائق البدن

وامتناعها تغذّيها بالغذاء الموافق لها

اللّائق بجوهرها وهو الإحاطة بملكوت

ترجمہ
باقی قوتوں سے
مقدم کیا، حاصل کلام یہ
ہے کہ ان دونوں قوتوں
کے سبب سے نفس کی ذات
کو بدن سے کامل اور
مستحکم تعلق ہو جاتا ہے
اور جو غذا کہ نفس اور روح
کے موافق اور لائق ہے
(یعنی ملکوت ارض

تشریح جاننا چاہئے کہ
بدن نفس انسانی کے
لئے پیدا کیا گیا ہے نہ نفس
انسانی بدن کے لئے
اور یہ قاعدہ کلیہ بھی اسکی
شہادت دیتا ہے کہ ادنیٰ
اعلیٰ کے لئے ہے

۸۲

قوله وبالجملة الشی
اللازم مع اخراد بالشیٔ الشرو باللازم
اللازم بحری فی الواقع مع الشیٔ وقوعا
غالبا لا اللازم المیزانی الذی ہو
عبارۃ عن ممتنع الانفکاک عقلا تحقق
علاصہ من الاغنیاء والاغنیاء ایضا
ان النفس انما خلقت لاجل البدن
وغیرہ مما یمکن استکمال النفس بہ
من الاشیاء بل البدن وغیرہ مما یمکن استکمال
النفس بہ انما خلقتا لاجل النفس واستکمالہا بہما
بالذی قلنا یحکم الاصل الکلی الذی یحکم بہ العقل
الغالب الغیر المغلوب بان التعلقات البدنیۃ
وہو ان الادنی للاعلی لا الاعلی للادنی
فالنفس انما تعلقت بالبدن لتحصیل الفعل
بالیہا من الکمالات بالقوۃ التی حصولہا
موقوف علی تعلقہا



السموات والارض وانتقاش بالنقوش

الباقية قوله تعالى ومن شر حاسد

اذا حسد عنى به النزاع الحاصل

بين البدن وقواها كلها فانه لما اشار

اولا الى الشرور اللازمة من التغذي

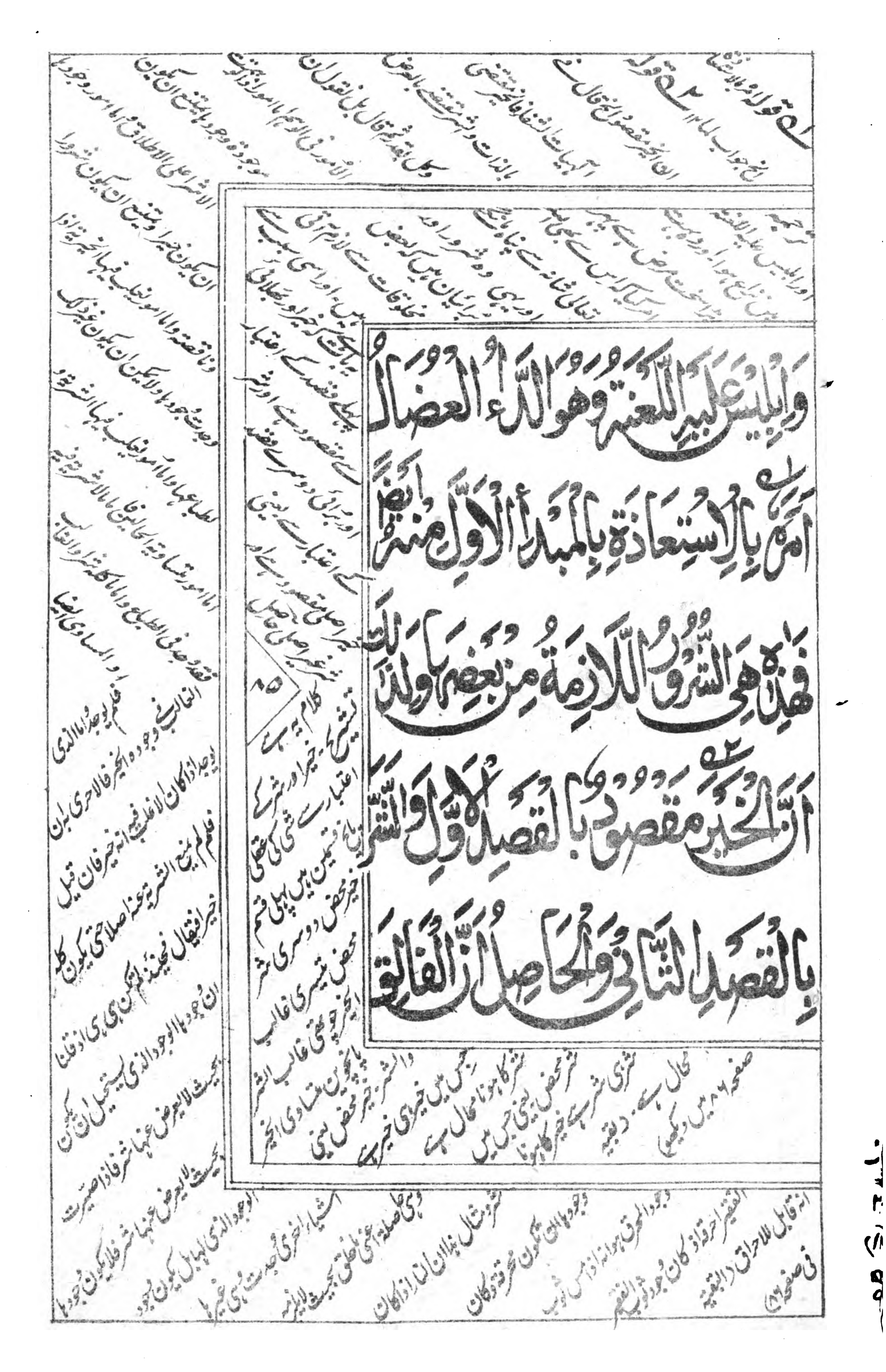
ابو القاسم محمد عبد الرحمن مولوی سلمه المنان

ثم اشار الی التفصیل وبدأ من الشرور
اللازمة من القوی الحیوانیة ثم من
القوی النباتیة ثم البدن من حیث له
القوتان شیٔ اٰخر وبینه وبین النفس
نزاع اٰخر وهو الحسد المتنازع بین اٰدم

ترجمہ پھر اس نے تفصیل کی طرف اشارہ کیا اور ان شرور اور برائیوں کے ساتھ ابتدا کی جو حیوانی قوتوں سے لازم آتی ہیں، پھر ان شرور اور برائیوں کے ساتھ جو نباتی قوتوں سے لازم آتی ہیں، پھر اس کے ساتھ جو بدن سے لازم آتی ہیں، کیونکہ بدن دونوں قوتوں کے لحاظ اور اعتبار سے ایک اور چیز ہے اور ہر ایک قوت کے مغایر اور مخالف ہے اور بدن اور نفس میں ایک اور دوسرا نزاع اور جھگڑا ہے

۱ے قولہ بدأ من الشرور اللازمة من القوی الحیوانیة
۲ے قولہ ثم من القوی النباتیة بقولہ ومن شر غاسق اذا وقب ۱۲
۳ے قولہ ثم البدن بقولہ ومن شر النفاثات فی العقد
۴ے قولہ من حیث له القوتان شیٔ
۵ے ومن شر حاسد اذا حسد ۱۲

آخر دفع توهم عسی ان یتوهم تقریر التوهم ان القوی النباتیة والقوی الحیوانیة عین البدن فشرورها عین شرورہ فبعد ذکر شرور القوی النباتیة والحیوانیة لا حاجة الی ذکر شرور البدن بل هو تکرار تقریر الدفع ان البدن من حیث له القوتان شیٔ آخر مغایر للقوی النباتیة ومغایر للقوی الحیوانیة



وَإِبْلِيسُ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ وَهُوَ الدَّاءُ الْعُضَالُ
أَمَرَ بِالِاسْتِعَاذَةِ بِالْمَبْدَأِ الْأَوَّلِ مِنْهُ أَيْضًا
فَهٰذِهِ هِيَ الشُّرُورُ اللَّازِمَةُ مِنْ بَعْضِهَا وَلِذٰلِكَ
أَنَّ الْخَيْرَ مَقْصُودٌ بِالْقَصْدِ الْأَوَّلِ وَالشَّرَّ
بِالْقَصْدِ الثَّانِي وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْفَالِقَ

٨٥

کلام یہ ہے کہ تشریح خیر اور شر کے اعتبار سے شی کی عقلی پانچ قسمیں ہیں پہلی قسم خیر محض دوسری شر محض تیسری غالب الخیر چوتھی غالب الشر پانچویں متساوی الخیر والشر

لظلمة العدم بنور الوجود هو واجب
الوجود في الشرور غير لازمة منه او لا في
قضائه بل ثانيا في قدره فامر بالاستعاذة
برب الفلق من الشرور اللازمة من الخلق
فان قيل لماذا قال برب الفلق

ترجمہ وجود کے نور سے عدم کی ظلمت کا شق اور زائل کرنے والا واجب الوجود ہے اور شرور اور برائیاں اُس سے ابتداءً قضاء میں لازم نہیں ہیں بلکہ ثانیاً قدر میں پس حکم اور ارشاد فرمایا کہ جو شرور اور برائیاں کہ خلق کو لازم ہیں اُن سے رب الفلق کے ساتھ پناہ مانگیں۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے برب الفلق کیوں کہا

بقیہ تشریح صفحہ ۸۵

غالب الخیر یعنی

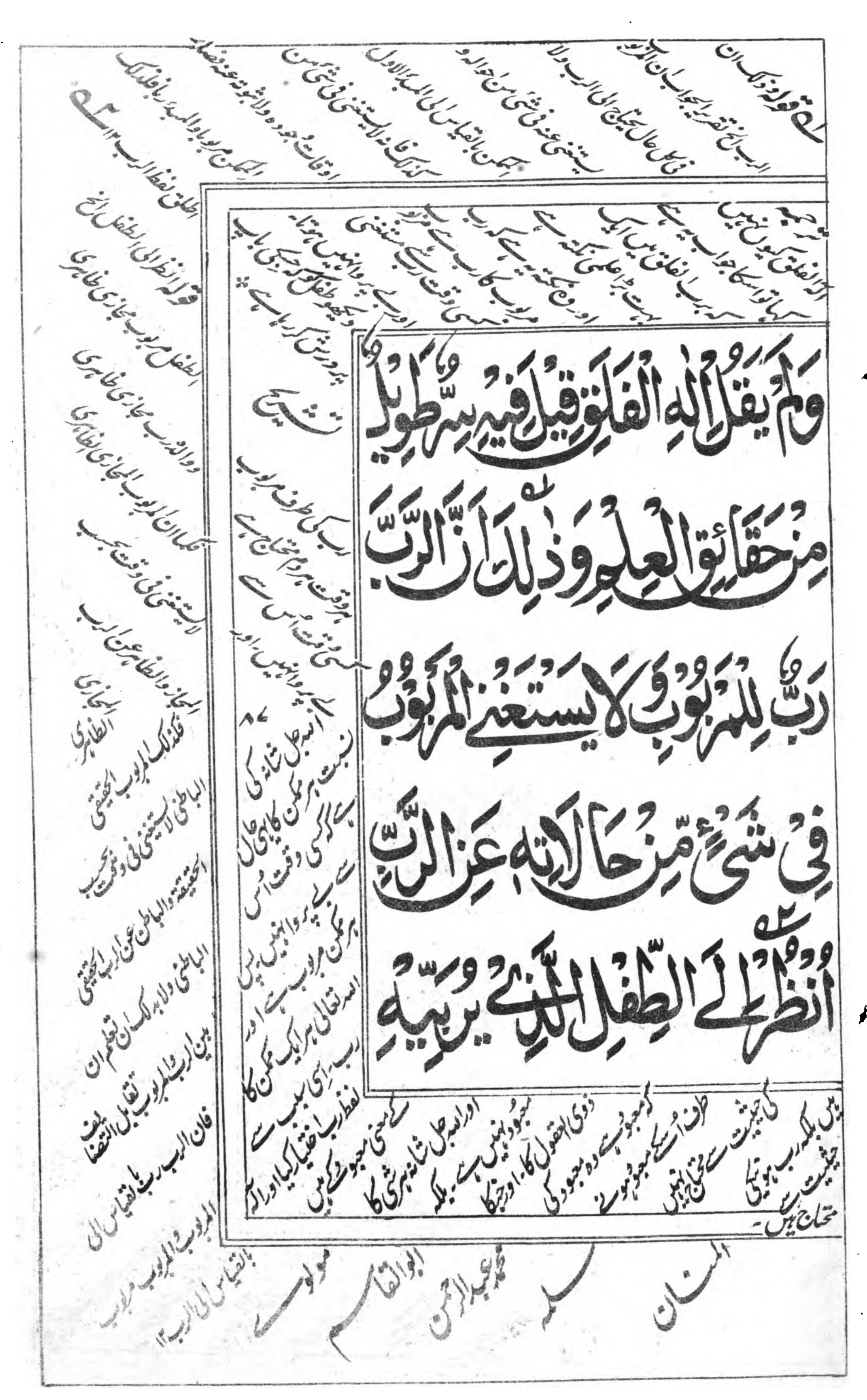
فالکل انما تحدث فیہ القوی الفعالة و المنفعلة السماویة والارضیة الطبیعیة و النفسانیة بحیث تودی الی النظام الکلی مع استحالة ان تکون ہی علی ما ہی علیہ ولا تودی الی شرور فیلزم من احوال العالم بعضها بالقیاس الی بعض ان تحدث فی نفس صورة اعتقاد ردی او کفر او شر آخر فی نفس او بدن

فان لم یکن الثوانی لم یکن الاوائل بالطبع وجود الفعل والانفعال وجود الالتقاء بین الفاعل والمنفعل وجود ما یعرض له الالتقاء وکان التشتی فی الاشیاء علی ہذہ الصفة حرکات شتی وکان وجود الحرکات وکان وجود کل واحد منہما ان یعرض له

بقیہ صفحہ ۸۵

[illegible]

ابوالقاسم محمد عبدالرحمن ... سلمہ المنان



وَلَمْ يَقُلْ اِلٰهِ الْفَلَقِ قِيْلَ فِيْهِ سِرٌّ طَوِيْلٌ

مِنْ حَقَائِقِ الْعِلْمِ وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّبَّ

رَبٌّ لِلْمَرْبُوْبِ وَلَا يَسْتَغْنِي الْمَرْبُوْبُ

فِيْ شَيْءٍ مِنْ حَالَاتِهِ عَنِ الرَّبِّ

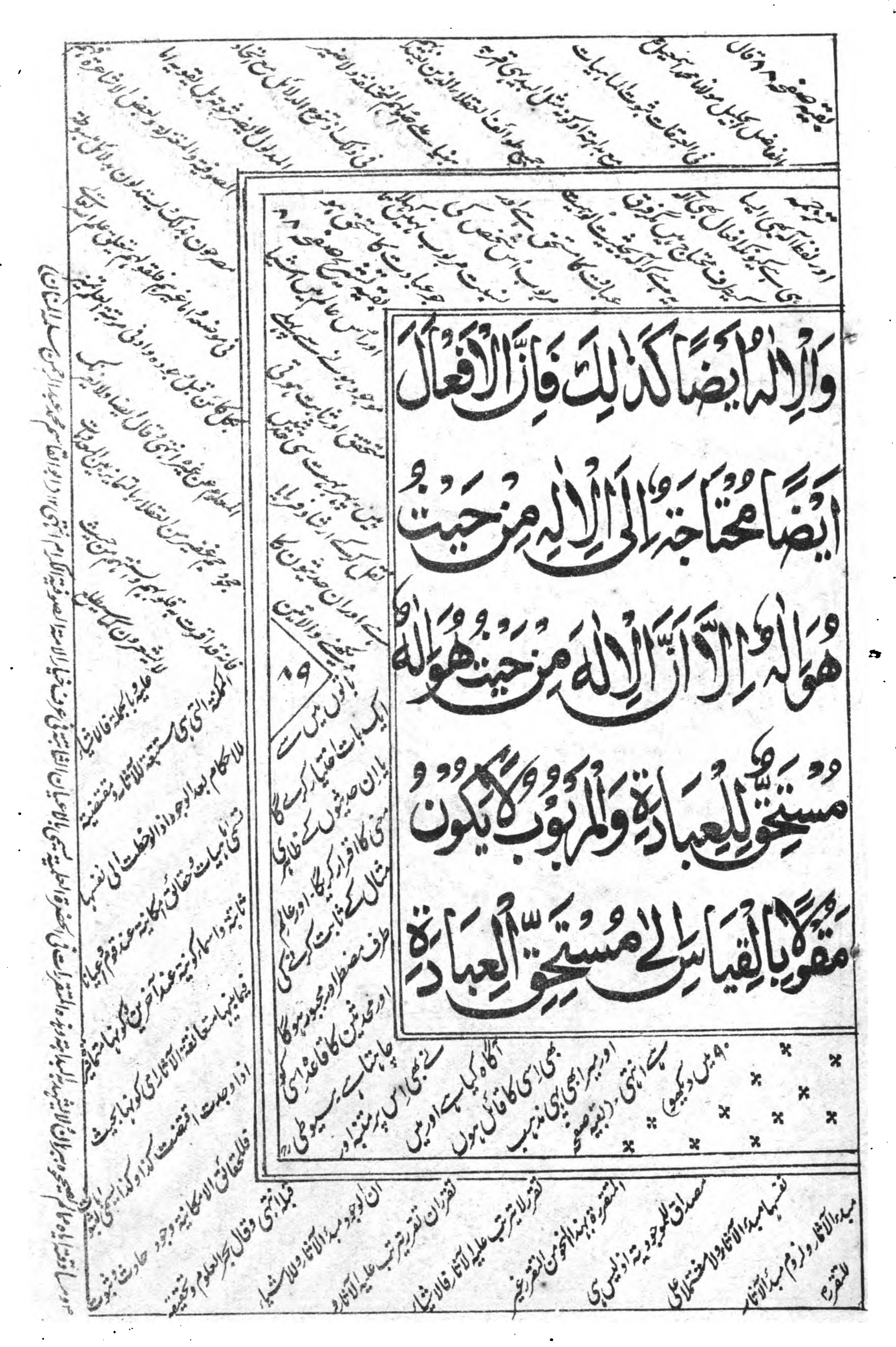
اُنْظُرْ اِلَى الطِّفْلِ الَّذِيْ يُرَبِّيْهِ



والمدة ما دام مربوبا هل يستغنى عن
الرب ولما كانت المهيات الممكنة غير
مستغنية في شيء من اوقات وجودها
والاحوال ثبوتها عن افاضة المبدأ
الاول لاجرم ذكر ذلك بلفظ الرب

ترجمہ اور مربی کی تربیت کے زمانہ میں کیا پرورش کیا ہوا رب سے مستغنی ہوتا ہے اور جبکہ ماہیات ممکنہ بھی کبھی نہ وجود کے وقت میں نہ ثبوت کے زمانہ میں مبدء اول کے فیض سے مستغنی اور بے پرواہ نہیں ہوتیں پس اسی سبب سے لفظ رب ذکر کیا

تشریح مفسر کے اس قول میں حکما کے رد اور عالم مثال کے وجود کی طرف اشارہ ہے اکثر علمائے محققین اور فضلا نے کہا ہے عالم مثال کے



وَالْاِلٰهُ اَيْضًا كَذٰلِكَ فَاِنَّ الْاَفْعَالَ
اَيْضًا مُحْتَاجَةٌ اِلَى الْاِلٰهِ مِنْ حَيْثُ
هُوَ اِلٰهٌ لِاَنَّ الْاِلٰهَ مِنْ حَيْثُ هُوَ اِلٰهٌ
مُسْتَحِقٌّ لِلْعِبَادَةِ وَالْمَرْبُوْبُ لَا يَكُوْنُ
مَقُوْلًا بِالْقِيَاسِ اِلٰى مُسْتَحِقِّ الْعِبَادَةِ

باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے گا یا ان حدیثوں کے ظاہری معنی کا اقرار کریگا۔ اور عالم مثال کے ثابت کرنے کی طرف مضطر اور مجبور ہوگا اور محدثین کا قاعدہ یہی چاہتا ہے سیوطی نے بھی اس پر تنبیہ اور آگاہ کیا ہے اور میں بھی اسی کا قائل ہوں اور میرا بھی یہی مذہب ہے انتہی (بقیہ صفحہ ۹۰ میں دیکھو)



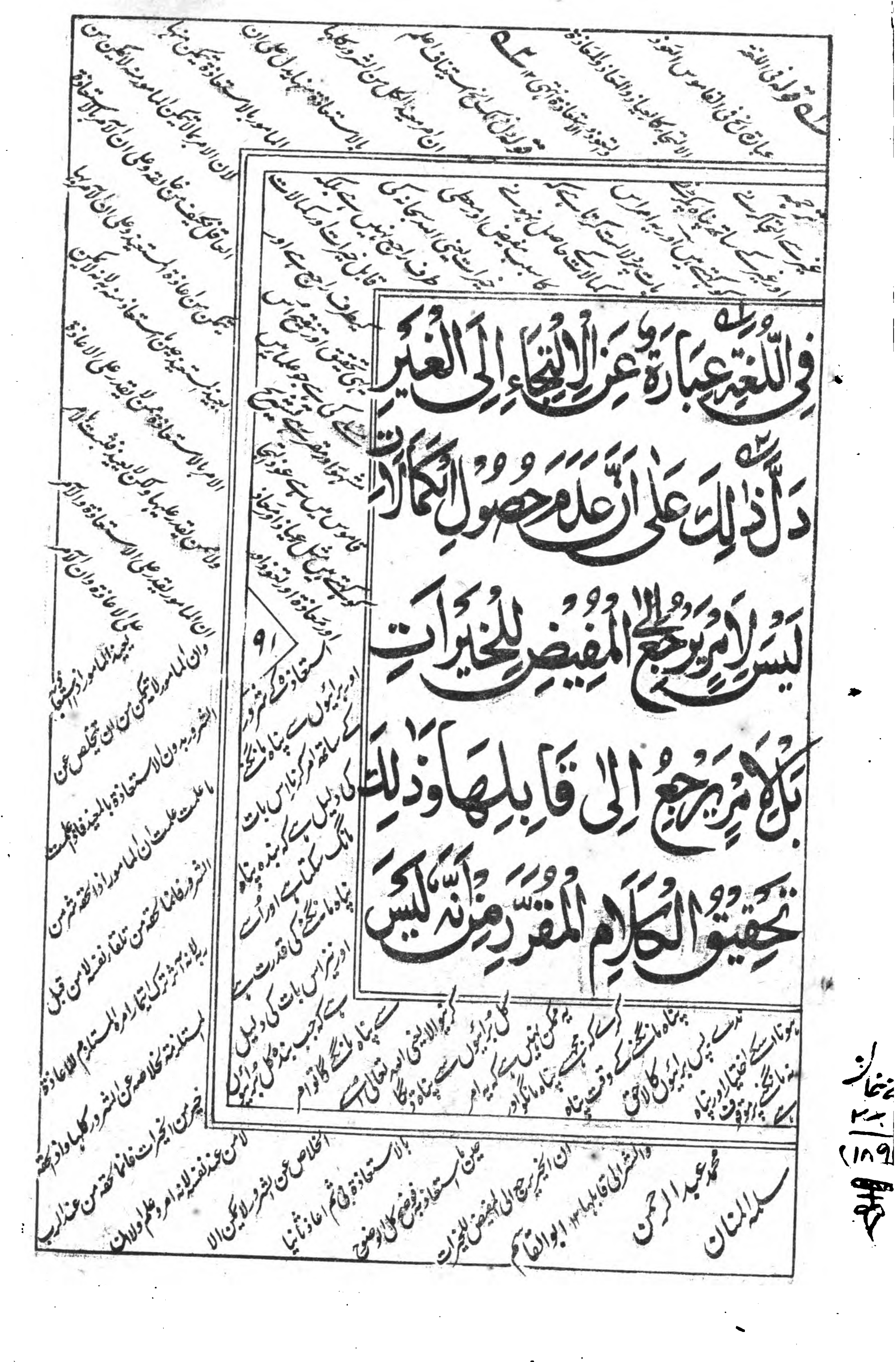
لہ قولہ فالفلق لابد ... اعلم انہ لما كان بين كل من الخالق والمخلوق ومن الرب والمربوب ومن المؤثر والمتأثر ومن الموجد والموجود ومن العابد والمعبود تضايف لان الخالق خالق بالقياس الى المخلوق والمخلوق مخلوق بالقياس الى الخالق والرب رب بالقياس الى المربوب والمربوب مربوب بالقياس الى الرب والمؤثر مؤثر بالقياس الى المتأثر والمتأثر متأثر بالقياس الى المؤثر والموجد موجد بالقياس الى الموجود والموجود موجود بالقياس الى الموجد والعابد عابد بالقياس الى المعبود والمعبود معبود بالقياس الى العابد ...

ترجمہ پس فلق فالق اور رب اور مؤثر کیطرف محتاج ہے اور معبود کیطرف محتاج نہیں ہے جاننا چاہیے کہ یہاں ایک اور علمی مخفی اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عربی زبان میں استعاذہ اور عوذ اور عیاذ بقیہ

تشریح صفحہ ۸۸ اور نیز حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سطعات میں ارشاد فرماتے ہیں و از ین نفوس جزئیہ آنچہ اقرب بتجرد باشد نام آن ارواح ست و آنچہ ابعد ست از تجرد نام آن عالم شہادت ست

۹۰

فالفلق لابدّ له من فالقٍ وربٍّ ومؤثّرٍ
ولا يحتاج الى المعبود من حيث هو
كذلك فاعلم ان فيه اشارة اخرى
من خفيات الامور والعلوم وهو
ان الاستعاذة والعوذ والعياذ



في اللغة عبارة عن الالتجاء الى الغير

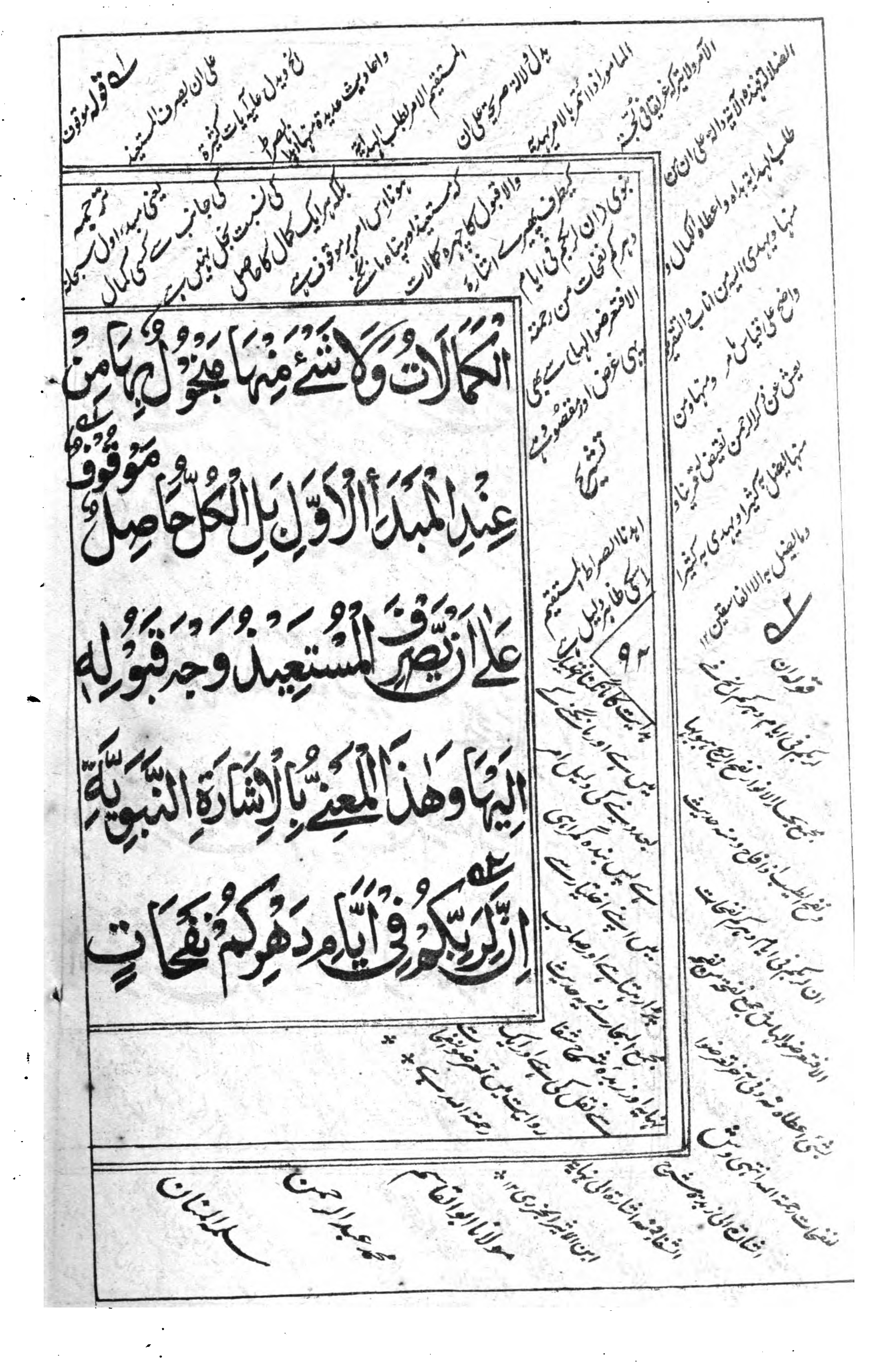
دل ذلك على ان عدم حصول الكمالات

ليس لامر يرجع الى المفيض للخيرات

بل لامر يرجع الى قابلها وذلك

تحقيق الكلام المقرر من انه ليس

محمد عبد الرحمن سلمه المنان



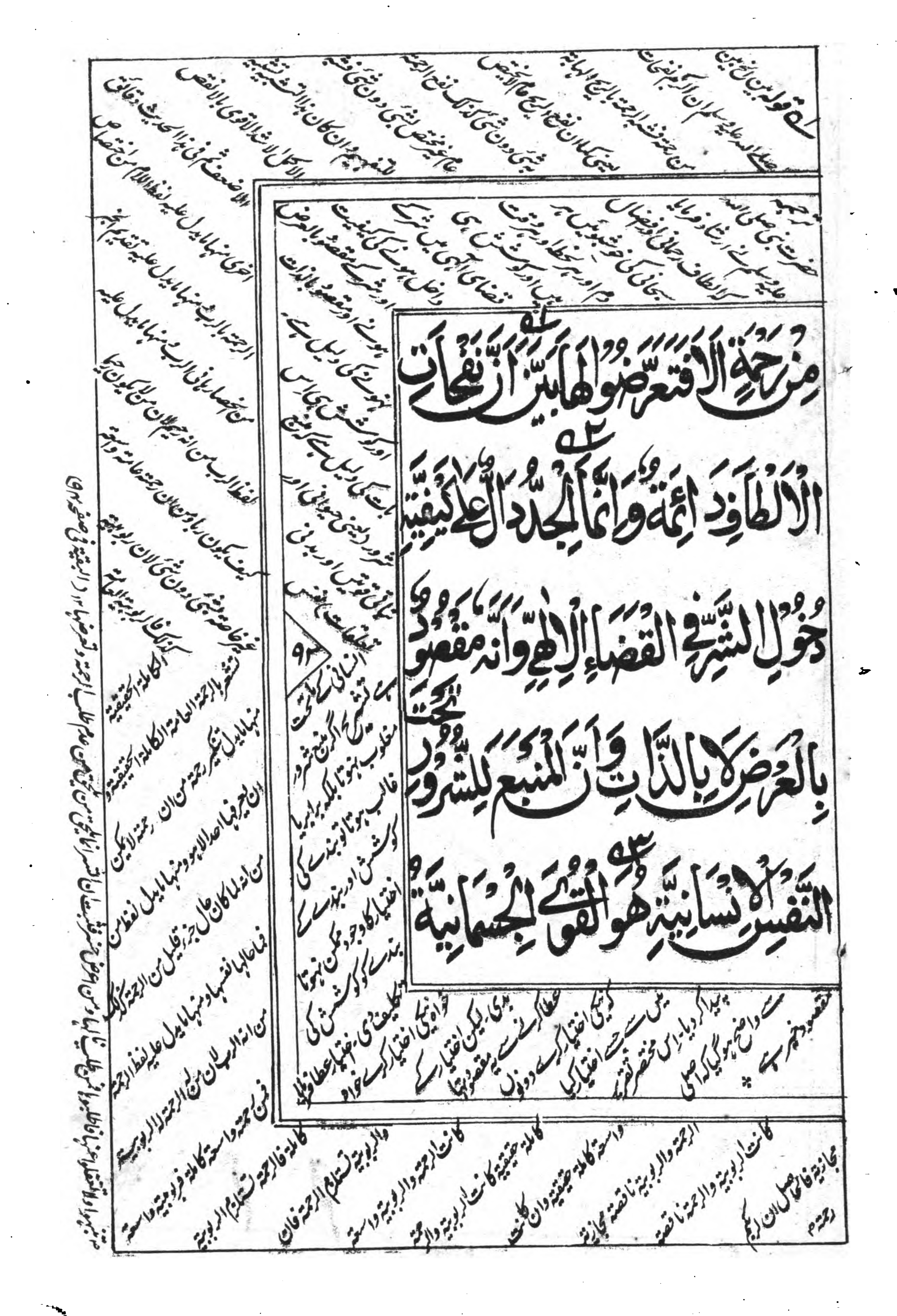
الکمالات ولا شیء منها مجعول لها من
عند المبدأ الاول بل الکل حاصل موقوف
علی ان یصرف المستعید وجه قبوله
الیها وهذا المعنی بالاشارة النبویة
ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات

ترجمہ

یعنی مبدء اول سے کسی کمال کی جانب سے کسی کمال کی نسبت تجلی نہیں ہے بلکہ ہر ایک کمال کا حاصل ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ مستعید اور پناہ مانگنے والا قبول کا چہرہ کمالات کیطرف پھیرے اشارہ نبوی ان ربکم فی ایام دہرکم نفحات من رحمة الا فتعرضوا لہا سے بھی یہی غرض اور مقصود ہے

تشریح

اہدنا الصراط المستقیم اسکی ظاہر دلیل ہے



مِن رحمۃِ الا فتعرّضوا لھا بیّنَ اَنّ نفحاتِ

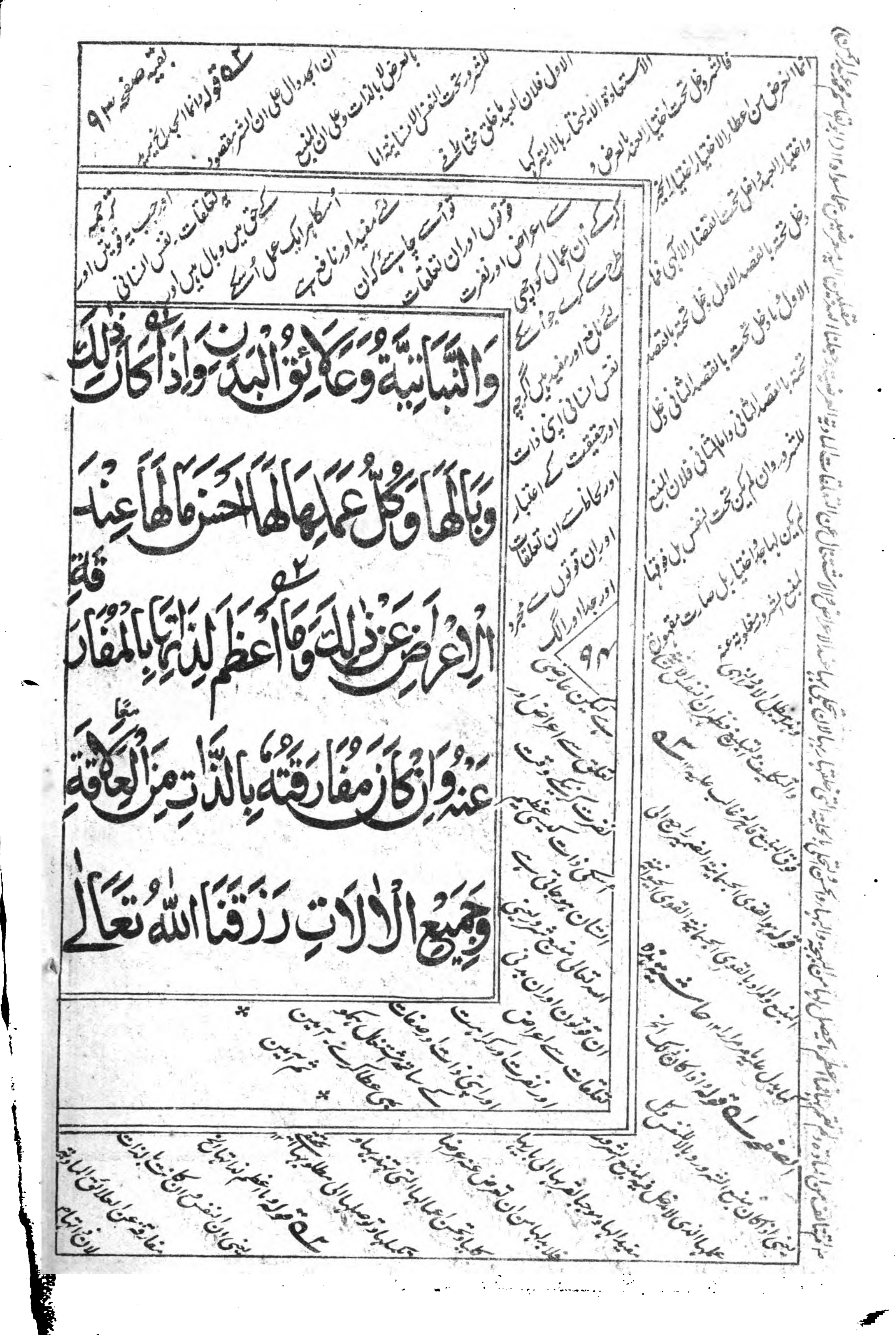
الالطافِ دائمۃٌ وانّما الجِدّ دالٌّ علٰی کیفیۃِ

دخولِ الشرِّ فی القضاءِ الالٰھی وانّہ مقصودٌ

بالعرضِ لا بالذاتِ وانّ المنبعَ للشرورِ

النفسِ الانسانیۃِ ھو القویٰ الجسمانیۃِ

٩٢



بقیہ صفحہ ۹۳

وَالنَّبَاتِيَّةِ وَعَلَائِقُ الْبَدَنِ وَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ

وَبَالُهَا وَكُلُّ عَمَلِهَا لَهَا أَحْسَنُ مَا لَهَا عِنْدَ

الْإِعْرَاضِ عَنْ ذٰلِكَ وَمَا أَعْظَمَ لِذَاتِهَا بِالْمُفَارَقَةِ

عَنْهُ وَإِنْ كَانَ مُفَارَقَتُهُ بِالذَّاتِ مِنَ الْعَلَاقَةِ

وَجَمِيعِ الْآلَاتِ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ اور جب یہ قوتیں اور تعلقات نفس انسانی کے حق میں وبال ہیں اور اس کا ہر ایک عمل اس کے لئے مفید اور نافع ہے تو اسے چاہئے کہ ان قوتوں اور ان تعلقات سے اعراض اور نفرت کرکے ان اعمال کو اچھی طرح سے کرے جو اس کے لئے نافع اور مفید ہیں اگرچہ نفس انسانی اپنی ذات اور حقیقت کے اعتبار اور لحاظ سے ان تعلقات اور ان قوتوں سے مجرد اور جدا اور الگ ہے

لیکن عارضی تعلق اس سے اعراض اور نفرت اس کی ذات کے لئے بہت بڑی لذت ہے انسان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ ہمیں ان قوتوں اور ان تعلقات سے اعراض اور نفرت اور اپنی ذات اور صفات کے ساتھ اشتغال نصیب کرے آمین ثم آمین

ف قولہ وانما ابتہاجہ بہ

شیخ ابو علی حسین بن عبداللہ بخاری مشہور بہ **بو علی سینا** کا ذکر شرق سے غرب تک شمس و قمر سے زیادہ روشن ہے اِس سبب سے حال کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ ذکر صالحین موجب نزول رحمت و برکت ہے کچھہ تھوڑا سا مختصر حال تاریخ الحکما اور نگارستان غیوسے لکھا جاتا ہے۔ اِس حکیم کا علم و کمال ایسا نہیں ہے کہ کوئی اُسکا شمہ بھی بیان کر سکے۔ اِسکا باپ ابتدا میں بلخ کا عامل تھا۔ بعد ازاں حمیدہ نوح بن منصور کے زمانے میں بخارا آگیا وہاں ایک گانو کا جس کو خرمن کہتے ہیں عامل ہوا۔ کچھہ عرصے کے بعد ستارہ نام ایک عورت سے نکاح کیا۔ **شہر صفر سنہ ۳۷۰** ہجری میں شیخ بو علی سینا پیدا ہوا بعد پانچ برس کے ایک اور بھائی **محمود** نام پیدا ہوا۔ اسکے بعد عبداللہ بخارا کو چلا گیا وہان بو علی کو پڑھنے کے واسطے معلم کے سپرد کیا جب دس برس کا ہوا قرآن مجید مع علوم ادب و ہندسہ و حساب حفظ کیا۔ اسمیں ابو عبداللہ بابلی تشریف لے آئے اِسکے باپ نے تعظیم و تکریم کر کے اُنکو اپنے گھر ٹھیرایا ابو علی نے اُنسے اُقلیدس اور مجسطی پڑہی اِس عرصے میں بابلی تو خوارزم شاہ کیطرف چلے گئے اور شیخ علوم طبعی و الٰہی میں نہایت کوشش کے ساتھ مشغول ہوا یہانتک کہ جتنے ہم سبق تھے سب پر غالب آیا۔ بعدہ طب کیطرف توجہ کر کے تھوڑے دنوں میں تمام پر سبقت لیگیا۔ اِسی اثنا میں اسمعیل زاہد سے علم فقہ پڑھا جب سن بلوغ کو پہنچا تو نئے سر سے جو کچھہ پڑھا تھا پھر پڑھا اور سبکو ضبط کر کے بنظر دقت و تامل دیکھا۔ لکھا ہے کہ اِس زمانے میں تمام ایک شب سویا اور نہ ایک روز مطالعہ کے سوا کوئی کام کیا جب کوئی مسئلہ حل نہوتا وضو کر کے مسجد جامع میں جاتا او

دو رکعت نماز پڑھکر خشوع و خضوع کے ساتھ ہاتھ اٹھاکر واہب فیوض سے دعا مانگتا اور اسقدر مبالغہ کرتا کہ حق سبحانہ تعالی وہ مشکل آپ پر آسان کرتا یہانتک کہ نہایت علوم کو پہنچ گیا۔ کہتے ہیں کہ اسنے تحصیل علم میں اتنی سعی کی کہ جتنی طاقت انسانی کے لئے ممکن ہے۔ جو کچھ اول عمر میں پڑھا تھا آخر عمر تک اُسمیں فرق نہ آیا۔ آخر روز جمعہ غرہ **رمضان المبارک سنہ ۴۲۸** ہجری میں اس سرائے فانی سے بحساب سال شمسی **اٹھاون برس** کی عمر میں کوچ کیا۔ اور شیخ ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ حنفی المذہب تھا چنانچہ اُسکے **قصیدہ فی المنطق** کے یہ دو شعر اسکی برہان قاطع ہیں۔

کما قبلنا نحن عن ایماننا	جواز ان ننوی فی صیامنا	قبل الزوال و الدار نقیض	من ای عضو خرجت منه الوضو

اور شیخ علیہ الرحمۃ کی فارسی کی یہ **رباعی** بھی حنفیت کی دلیل باشارۃ النص ہے نہ بعبارۃ النص

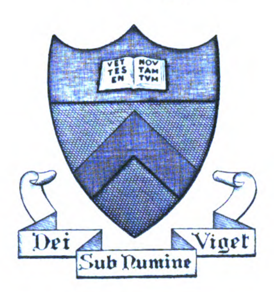
۹۶

رباعی

کفر چون من گزاف و آسان نبود	ایمان تر از ایمان من ایمان نبود
در دہر منسم یکے و آنہم کافر	پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

اور نواب صدیق حسن خان صاحب بہادر ابجد العلوم میں لکھتے ہیں و من جملۃ اساطین الحکمۃ ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا الحکیم المشہور وکان ابوہ من بلخ ثم انتقل منہا الی بخارا و لما بلغ الشیخ الرئیس عشر سنین من عمرہ اتقن علم القرآن العزیز والادب و حفظ اشیاء من اصول الدین و الحساب و الہندسۃ والجبر والمقابلۃ وکان اذا اشکلت علیہ مسئلۃ توضأ و قصد المسجد الجامع و صلی و دعا اللہ عز و جل ان یسہلہا علیہ و یفتح مغلقہا فتح اللہ تبارک و تعالی مشکلاتہا انتہی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ و صحبہ و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین

تمت


VET TES EN
NOV TAM TVM
Dei
Sub Numine
Viget

